اَلْوَصِیَّۃُ وَ النَّصِیْحَۃُ

ترجمہ: وصایائے آیۃ اللہ فی الانام امام العلماء الکرام
جناب مولانا غفران مآب سید دلدار علی صاحب طاب ثراہ

مترجمہ امتیاز الشعراء مولانا سید محمد جعفر قدسیؔ جائسی مرحوم

تقریظ

سرکار شریعتمدار حکیمُ الْاُمَّۃ عَلّامَۂ ہندی آیۃ اللہ حضرت مَوْلَانا السَّیِّدُ احمد صاحب قبلہ طاب ثراہ۔

بسملاً و حامداً و مصلیاً

اما بعد کتاب مستطاب "الوصیۃ و النصیحۃ" ترجمۂ وصایائے حضرت جد امجد مُجَدِّدُ دینِ جَدِّہٖ خیرِ الْبَشَرِ عَلٰی رَأسِ الْمِائَۃِ الثَّانِیَۃِ عَشَر اَلْمُجْتَھِدُ عَلَی الْاِطْلَاقِ، وَ الْفَقِیہُ بِالْاِسْتِحْقَاقِ، اِمامُ اَفَاضِلِ الْعَالَمِ بِالْاِتِّفَاقِ، غَوْثُ الْاَسَاتِذَۃِ فِی الْاٰفَاقِ، اُسْتَاذُ الْکُلِ فِی الْکُلِ، وَارِثُ الْاَنْبِیَاءِ وَ الرُّسُلِ، مُقْتَدیٰ اَمَاجِدِ الْاَصْحَابِ حضرت غفران مآب بَرَّدَ اللہُ مَثْوَاہُ وَمِنْ رَحِیْقِ الْجَنَّۃِ رَوَّاہُ مُؤَلِفُہٗ حبیب لبیب حسیب نسیب عُمْدَۃُ الْاَعَاظِمِ زُبْدَۃُ الْاَفَاخِمِ اَلنُّوْرُ الْاَنْوَرُ عزیزی مولوی سید محمد جعفر صاحب سَلَّمَہُ اللہُ الْقَوِیُّ المتخلص بہ قدسیؔ جائسی نظر احقر سے گذرا۔ ماشاء اللہ بحسن مرغوب وطرز محبوب واسلوب خوب ترجمہ فرمایا جوکہ مفید خاص وعام ہے۔ یہ نصائح کافیہ اور مواعظ صافیہ عوام مومنین کا کیا ذکر خواص و علماء کے لئے قابل عمل وموجب نجات وفلاح ہیں۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا وَجَمِیْعَ الْعُلَمَاءِ بِالْعِلْمِ وَ الْعَمَلِ وَ اَنَا الرَّاجِیْ غُفْرَانَ رَبِّہٖ الصَّمَدِ۔

السید احمد بن الحاج سید العلماء فردوس مکاں
السید محمد ابراہیم طیب رمسہ، ۱۸؍رجب المرجب ۱۳۳۶ھ

تقریظ

عُمْدَۃُ الواعظینَ زُبدۃُ الْمُتَکَلِّمِینَ سَیدُ الْفُقَھاءِ سَنَدُ الْعُلَمَاءِ جناب مولانا مولوی سید رضی حسن صاحب قبلہ جائسی طاب ثراہ۔

میں شروع کرتا ہوں بنام اس پروردگار اور آفریدگار رحمان منان کریم رحیم کے جس نے بندوں کو نصیحت اور ان کو بہ عبادت وصیت فرمائی۔ پس جملہ نیائش وتمامی ستائش اسی یکتا ذات واجب الوجود بحق محمود کے لئے لائق ہے جو سب سے برتر وفائق ہے۔ جس نے بتقرر رسل وبتکرر ہادیان خیر سبل عباد کو، ہر مملوک وآزاد کو بات نجات کی بتلائی اور راہ ہدایت بکمال عنایت دکھلائی اور اپنے برگزیدہ پیمبروں اور پسندیدہ رہبروں کو تحفۂ درود وہدیہ سلام نامحدود سے امتیازی وجاہت دکھائی پس یہی جملہ گروہ اور یہی زمرۂ حق پژوہ مستحق صلوات از سائر مخلوقات ہے۔ انہیں کے اوصاف، محمودہ صفات، انہیں کا کلام حق حق خدا کی بات، انہیں کا سردار محبوب کردگار، رسول مختارؐ، حبیب پروردگار اشرف انبیاء وشرف اصفیاء، مالک تخت وتاج، صاحب معراج ہے

دانندۂ کیفیت مستورۂ افلاک
بینندۂ اسرار خفی طبق خاک
جوئندۂ سودائے رضائے احد پاک
یابندۂ تشریف گراں مایۂ لولاک

اللہ نے یہ اوج یکا یک جسے بخشا
تاج وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ جسے بخشا

وہی تو کہ جس پر خود خدائے ودود درود بھیجتا ہے۔ جس کو خاص نگاہ لطف سے دیکھتا ہے جو بہر وجہ محمد ہے جس کا نام نامی و اسم گرامی زیب فرقان و زینت قرآن احمدؐ ہے، جس کی آل آل اللہ، جن کا قول قال اللہ، جن کا جاہ جاہ خدا، جن کی راہ راہ خدا، جن کی چشم چشم خدا، جن کا خشم خشم خدا، جن کا ہاتھ دست خدا، جن کا انتظام بندوبست خدا، جن کا پہلو جنب خدا، جن کی رضا رضائے احد، جن کی عطا عطائے صمد، جن کی وغا وغائے خدا، جن کی ولا ولائے خدا، جن کی حکومت حکومت عظیم، جن کا بغض نار جحیم، جن کے بغیر درود نا تمام، جن کی شرکت درود میں بحکم خدا، بارشاد وَمَایَنطِقُ عَنِ الْھَوٰی، بتصریح سید انبیاء، باشتراک تام ہے، وہی اوصیائے برحق ہیں، وہی رسولؐ کے جانشین مطلق ہیں، وہی عدد میں بارہ ہیں اور ہم عدد بروج فلک، عرش رسالت کے گوشوارہ ہیں، جن میں امام عصر و شافع حشر جناب محمدؐ، محمد کا بارھواں نائب ہے، جس کا لقب زمانہ میں حضرت صاحب ہے، جو حی و قائم رہ کر دلیل وجود خدا ہو کر نظروں سے غائب ہے جس کے زمانہ غیبت میں علماء اعلام و مجتہدین کرام عباد پر حجت قائم اور نائبان امام و ہادیان انام بعد قائم علیہ السلام دائم ہیں جن کی بے مثل مثال اور ان کے احیاء دین میں جی توڑ کوششوں کی زندۂ جاوید تمثال، سعی مشکور جناب مغفور شریعت دستور، سراپا نور، راس مجتہدین کرام، مجتہد عصر و ایام فقیہ اہلبیتؑ نائب عام ائمہ و اوصیاء وارث علوم انبیاء دلدار علی مرتضیٰ، فلذۂ کبد مصطفیٰؐ، جامع معقول و منقول، حاوی فروع واصول، افضل جہابذہ، اکمل اساتذہ، اثاث بیت شرع متین، غیاث ملت و دین، مجدد آثار مندرسۂ شریعت رسول انام، وجہ آبادی دار اسلام، واقف رموز علوم ائمہ اطیاب جناب مولانا غفراں مآب اَعْلَی اللّٰہُ مَقَامَہٗ وَزَادَ عِنْدَہٗ اِکْرَامَہٗ، ابو المجتہدین ابنُ الائمۃِ الطاہرین ہیں جنھوں نے ہند میں آکر جھنڈا دین کا گاڑا، نقشۂ نقش برآب ادیان باطلہ کو اپنے زور بازو سے بگاڑا اور بنیاد برباد نا خدا شناسی کو جڑ سے اکھاڑا، بڑے بڑے بانکے ترچھوں منچلوں مدعیان علم و منتحلان سلم کو کتابوں کا ڈھیر بنا کر رستمانہ دنگل میں، متصنعین کے جنگل میں علی بند کے پیچ سے پچھاڑا اور گمراہی کے تیرہ و تار اندھیر نگری کو اجاڑا اور نعرۂ انا علی صاحب ذی الفقار مار کر گردن کشوں کے سروں سے غرور بدگمانی کو گرد برد کر کے گرد کی طرح جھاڑا، اسی سیف مسلول و رمح مصقول نے اپنے فرزند دلبند سلطان المجتہدین موسس اساس دین، جلاء آئینۂ ملت و آئین، آیۂ رحمت، فاتحۂ عظمت، قدوۂ عالم ربانی، نور شعشعانی، حکمران ملک خدادانی، تاجدار کشور یکتا پرستی، خدیو مصر احکام پروردگار ہر بلندی و پستی، بادشاہ اقلیم اجتہاد، شہنشاہ دیار ہدایت و رشاد سلطان العلماء رضوان مآب، جناب سید محمد مجتہد العصر والزمان رحمۃ اللہ الرحمان کو جن پر حَلَالُ مُحَمَّدٍ حَلَالٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَحَرَامُہٗ حَرَامٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ صادق ہے اور خود ان کے جواب شاہی میں یہ جواب وائق ہے۔ بطرز وصایائے جناب لقمان بہ ندائے شہادت عبارت قرآن اپنا نائب مطلق مان کر بلکہ مومنین معتقدین کے لئے اپنا رسول برحق بمطاوی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ جان کر کچھ ایسی وصیتیں اور خاص خاص نصیحتیں فرمائی ہیں کہ اگر ان کو جاہل دیکھے تو عالم اور مریض معاصی پڑھے تو عصیاں سے مبرا ہو کر صحیح و سالم ہو جائے، گمراہ دیکھے تو راہبر ہو، کجرو سیکھے تو راہ پر ہو، طوطی سن لے شکر شکن ہو، موتی چن لے درعدن ہو، آنکھیں دیکھ کر روشن ہوں، گل ایک بھی ورق پڑھیں تو گلشن ہوں، ابکم سن کر مثل بلبل چہکے، اگر یہ نصائح مسافر کے ہمراہ ہوں تو وہ راستہ میں بھول کر بھی نہ بہکے، اگر آفتاب کو چھاؤں بھی تحریر دلپذیر کی مل جائے تو کندن کی طرح طلائی ورق اس کا چمکے، اگر کوئی پختہ کار رخام پر ان نقوش حیات نفوس کو کھودے تو معدن جواہرات اپنے کو کھودے اور وہ سنگ بلا درنگ الماس ڈھنگ لعل بدخشاں پر کلوخ انداز ہو کر دم بدم دمکے، طاق دل میں اگر یہ صحیفۂ نور رہو تو ساغر دل شراب طہور ہدایت سے لبریز ہو کر چھلکے، سورج مکھی کے

پھول کی پتی بھی اگر ان نصیحتوں کی بو باس سونگھے تو اس کے پرتو آفتابی سے باغ کا باغ جھلکے، دنیادار پڑھ لے تو زاہد، تارک الصلوٰۃ سن لے تو عابد ہو، سر بلند نگاہ ڈالے تو ساجد ہو، انسان پڑھے تو ملک ہو، جس جگہ ان کا ذکر ہو وہ زمین سر بفلک ہو، مملوک پڑھ کر آزاد ہو، پیر پڑھ کر مژدۂ جناں سے جوان کی صورت قامت کشیدہ بسان شمشاد ہو، غمگیں پڑھ کر دل شاد ہو، ویرانہ دیکھے تو آباد ہو، جس مکان میں یہ ہوں نہ تو کبھی وہ خراب ہو اور نہ برباد ہو، فنا دیکھے تو فی المعنیٰ بقا ہو، کریہہ المنظر دیکھے تو خوش لقاء ہو، رنگ دیکھے تو غازہ ہو، خشک دیکھے تو تر و تازہ ہو، گمنام ان کا عامل ہو کر صاحب شہرت و آوازہ ہو، گرتا ہوا سنبھل جائے، ڈوبتا ہوا ابھر کر ہاتھوں اچھل جائے، اس نور نصیحت کی ضیا سے آدمی تاریکیٔ جہل سے نکل جائے، گنہ گار عامل ہو تو پرہیز گار، عاصی عمل کر کے رستگار ہو، طالب دنیا صاحب تقویٰ ہو، راغب علم حضیض نادانی سے بڑھ کر عالم باعمل اور مالک فتویٰ ہو۔ تحریر کمال ہے کہ معجزہ ہے، سحر حلال ہے کہ موعظہ ہے جس کا ترجمۂ صحیحہ موسوم بہ ''الوصیۃ والنصیحۃ'' ثمرۂ شجرۂ بوستان سعادت، گلبن نوبادۂ گلستان رشادت، عاشق خدا، سالک راہ رضا، دوستدار شاہ خاص و عام، عارف رسول انام، پیرو دوازدہ امام، حق شناس معادن وحی خدا و تراجم امر و نہی خدا، وحید فرید، سعید مجید، رشید مجید، فہیم وسیم، عالی نسب والا حسب، ذوالعلم والادب والمجد والشرف، گوہر منتخب سلک درنجف، نوراز ہر برتر مولوی سید محمد جعفر قدسی سَلَّمَهُ اللّٰهُ الْاَكْبَرُ بِالنَّبِيِّ وَاٰلِهٖ شُفَعَاءِ يَوْمَ الْمَحْشَرِ بن المرحوم فاضل کامل جناب المولوی السید مجتبیٰ حسین عرشی حَشَرَهُ اللّٰهُ مَعَ الْاَئِمَّةِ الْمُصْطَفِيْنَ نے بزبان عام فہم اردوئے معلیٰ نہایت فصاحت و سلاست و کمال ملاحت و لطافت و منتہائے طلاقت و فطانت و انتہائے ذکاوت و ذہانت سے فرمایا۔ حقیر نے بہر طور بچشم غور اس کراسۂ قلیل العبارہ کثیر البشارہ سے استفادہ و استفاضہ کیا اور فوائد کو اپنے کتاب دل کے متن میں نقش کالحجر کر کے قوت حافظہ کے حوالہ کر دیا جَزَى اللّٰهُ الْمُتَرْجِمَ عَنَّا وَعَنْ سَادَاتِنَا اَجْزَلَ الْجَزَاءِ وَوَفَّقَنَا وَسَائِرَ الْمُومِنِيْنَ بِالْعَمَلِ بِهَا بِالنَّبِيِّ وَاٰلِهٖ اَصْحَابِ الْكِسَاءِ۔

كَتَبَهُ الْمُتَشَبِّثُ بِاَذْيَالِ اٰلِ الْاِجْتِهَادِ وَاَقْيَالِ اِقْلِيْمِ الْاِرْشَادِ خَادِمُ الْعُلَمَاءِ رضی حسن صِيْنَ عَنِ الْمِحَنِ بن حضرت سَنَدُ الْمُجْتَهِدِيْنَ اَعْلَى اللّٰهُ مَقَامَهُ فِي اَعْلٰى عِلِّيِّيْنَ لِلثَّالِثِ وَالْعِشْرِيْنَ يَوْمَ السَّبْتِ مِنْ جُمَادِي الْاَوَّلِ ۱۳۳۸ مِنْ هِجْرَةِ خَيْرِ الْمُرْسَلِيْنَ وَسَيِّدِ الْبَشَرِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ مَا اتَّصَلَ عَيْنٌ بِنَظَرٍ وَاُذُنٌ بِخَبَرٍ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَهُ الْحَمْدُ وَالرُّجُوْعُ اِلَيْهِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

قُدْوَةُ الْمُتَكَلِّمِيْنَ صَفْوَةُ الْمُحَقِّقِيْنَ حَامِي الْمِلَّةِ وَالدِّيْنِ مُجَدِّدُ شَرْعِ خَيْرِ الْبَشَرِ الْعَقْلُ الْهَادِي عَشَر آیۃ اللہ العظمیٰ حضرت غفراں مآب مولانا السید دلدار علی صاحب قبلہ (جائسی النصیر آبادی اللکھنوی) طاب ثراہ نے اپنے فرزند ارجمند حُجَّةُ الْاِسْلَامِ عَلَى الْاَنَامِ فَقِيهُ اهلِ بيتِ عليهم السَّلَامُ قُدْسِی خطاب سلطان العلماء جناب رضواں مآب مولانا السید محمد صاحب نَوَّرَ اللّٰهُ مَرْقَدَهٗ کو اپنے اجازۂ مکتوبہ میں جو وصیتیں فرمائی ہیں وہ ایسی سودمند و مفید ہیں کہ ہر شخص ان سے فائدہ اٹھا سکتا اور مجموعۂ وصایا کو اپنا دستور العمل بنا سکتا ہے۔ چنانچہ سید المتفقہین سند المجتہدین مولانا و ہادینا جناب المولوی السید علی حسن صاحب قبلہ جائسی مجتہد العصر اعلی اللہ مقامہ کا یہ خیال تھا کہ اگر ان وصیتوں کا ترجمہ ہو جاتا تو معمولی استعداد والوں کو بھی فائدہ اٹھانے کا موقع ملتا۔ آخر کار یہ مبارک خیال عالم خیال سے معرض ظہور میں آیا اور حقیر سے ترجمہ کرنے کے لئے ارشاد ہوا مگر خاکسار اپنی قلت استعداد سے امتثال امر میں متفکر و متامل رہا۔ جب وہ ارشاد فیض بنیاد اصرار کی حد تک پہنچا تو خدائے تبارک وتعالیٰ کے فضل و کرم اور جناب علیین مآب آیۃ اللہ سید مصطفیٰ میر آغا صاحب کی توجہ و اعانت سے یہ کام بہ احسن وجوہ انجام پا

گیا۔ ناظرین کرام جب اس سے فائدہ اٹھائیں تو راقم آثم کے لئے بھی دعائے خیر فرمائیں۔ حضرت رب العزت کی درگاہ میں بکمال ادب یہ عرض ہے کہ وہ اس ناچیز خدمت کو قبول اور اپنے بندۂ گناہگار کے حال و مآل کی اصلاح فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ۔

خاکسار

سید محمد جعفر قدسی اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْہِ

۱۵؍شعبان المعظم ۱۳۳۲ھ

عرشی منزل، دارالعلوم جائس ضلع رائے بریلی

وصیت نامۂ حضرت غفران مآب علیہ الرحمہ

حضرت غفراں مآبؒ ارشاد فرماتے ہیں:

اے میرے پیارے فرزند یہ میری چند وصیتیں گوش دل سے تم سن لو تاکہ دین و دنیا میں ہمیشہ رستگار و فائز المرام رہو۔

حصول یقین

مسائل شرعی اور اصول و فروع دین میں اتنی کوشش کرو کہ علم و یقین حاصل ہو جائے اگر حصول یقین کی سبیل میسر نہ آئے تو احتیاط کی رعایت ضروری ہے کیونکہ احتیاط ہی موجب نجات ہے۔

تحصیل علم و کمال

فضائل علمیہ و کمالات نفسانیہ کے حاصل کرنے میں ہمیشہ منہمک و مصروف رہو۔ اخلاقی پستی اور علمی نقصان سے اعلیٰ مدارج علم و معرفت کی طرف ترقی کرو کیونکہ قدر و شرف و منزلت و مرتبۂ علم کو بحمد اللہ تم پہچان چکے ہو۔

علوم حکمیہ سے احتراز

تمہیں اس امر سے بچنا چاہئے کہ تم اپنی عمر عزیز کتب فلسفیہ پڑھانے اور علوم حکمیہ کے جمع کرنے میں صرف کرو۔ خواہ وہ مشائیہ کی حکمت ہو یا اشراقیہ کی۔ اس میں شبہ نہیں کہ یہ کتابیں گمراہی و جہالت کی ہیں اور ان کا شائق حسرت و ندامت اٹھاتا ہے۔ ان علوم کے خراب نتائج اور برے آثار کا جو ادنیٰ درجہ ہم نے مشاہدہ کیا وہ یہ ہے کہ ان میں جو منہمک ہوا اور کثرت سے ان علوم کو سیکھا اگر وہ ملحد (Athiest) یا دہری (Naturalist) اور صوفی نہیں ہوا تو کم سے کم امور دین میں سستی ضرور کرتا اور احکام دین کا پابند نہیں رہتا ہے جیسا کہ بعض ممالک عجم اور اکثر بلاد ہند میں خود ہم نے دیکھا ہے۔ ہاں جو نہایت ذہین و ذکی ہو اور علوم دینیہ بدلائل و براہین حاصل کر چکا ہو تو خیر مضائقہ نہیں۔ کبھی کبھی گھڑی دو گھڑی حکماء کی بعض کتابیں پڑھا دی جائیں اگر تم کو ایسا شخص ملے کہ جس کا ذہن صاف ہو اور وہ بھی بہت خواہش رکھتا ہو تو پڑھاتے وقت ان حکماء کی خطاؤں سے اسے اس طرح آگاہ کرتے جاؤ کہ ان کے قصوروار ہونے کا اس کو بخوبی یقین ہو جائے۔ حکماء کے طرفداروں نیز ان کے اہل مذہب کے رد اقوال اور ان کے ساکت کرنے پر اسے پوری قوت حاصل ہو جائے مگر جو شخص زیادہ ذہین اور علوم میں بھی اچھی استعداد نہ رکھتا ہو تو اولیٰ و مستحسن یہی ہے کہ ایسے شخص کے ساتھ اپنا وقت ضائع نہ کرنا کیونکہ ہم نے تجربہ اور مشاہدہ کیا ہے کہ اکثر متوسطین اور قلیل البضاعت لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ارباب ذکا سے ہیں مگر جب انہوں نے ان علوم کو کثرت سے حاصل کیا اور ان علوم سے انہیں موانست ہو گئی تو وہ دین مستقیم سے پھر گئے اور ان لوگوں میں داخل ہو گئے جن کا نہ کوئی مذہب ہے نہ دین۔ ایسا شخص اگرچہ زبانی مدعی ہو کہ میں ارباب ایمان سے ہوں لیکن اس کا دل اس کے قول کی موافقت نہیں کرتا اور اس کا فعل اس کے قول سے مخالف رہتا ہے۔

عمل بہ علم

اے فرزند حق تعالیٰ نے تمہیں جس کا علم عطا کیا ہے اس پر عمل کرنے کی توفیق کو زیادہ کرے۔ آگاہ ہو کہ اس عالم میں نیکی نہیں ہے جو اپنے علم کے موافق عمل نہ کرے۔ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ علماء دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو اپنے علم کے موافق عمل کرتے ہیں اور وہ بیشک ناجی ہیں۔ دوسرے وہ جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتے اور وہ ہلاک ہونے والے ہیں۔ جس نے اپنے علم پر عمل نہیں کیا اس عالم کی بدبو سے اہل جہنم تکلیف

اٹھاتے ہیں۔ اہل دوزخ میں سب سے زیادہ حسرت وندامت اس عالم کو ہوگی جس نے خدا کی طرف کسی بندہ کو بلایا ہو اور اس نے جب اس کی ہدایت کے موافق عمل کیا تو خدائے برتر نے اطاعت کی وجہ سے اس کو داخل بہشت فرمایا لیکن وہ عالم و ہادی اپنے علم پر عامل نہ ہوکر جہنم کا مستحق ہوا۔

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ علم عمل کے ساتھ رہتا ہے۔ جس نے سیکھا اس نے عمل کیا اور جس نے عمل کیا گویا اسی نے سیکھا۔ علم آواز دیتا ہے کہ میرے موافق عمل کرو اگر اس نے علم کے موافق عمل کیا تو بہتر ورنہ اس سے وہ علم زائل ہوجاتا ہے۔ اس قسم کی حدیثیں بہت ہیں ان حدیثوں کے صدق پر حق تعالیٰ کا یہ قول کافی روشنی ڈالتا ہے ''لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَاْ تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَاْ تَفْعَلُوْنَ'' (کیوں کہتے ہو اس چیز کو جسے خود تم نہیں کرتے۔ خدا کے نزدیک یہ بڑے غضب کی بات ہے کہ تم ایسی بات کہو جو کرو نہیں) حاصل کلام یہ کہ جب علم کے موافق عمل نہ کیا جائے گا تو وہ علم صاحب علم کو بجز کفر اور خدا سے دوری کے اور کوئی دوسرا فائدہ نہ پہونچائے گا۔

اجتہاد بالرّائے

اے فرزند میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ بغیر علم کے محض اپنی رائے سے فتویٰ نہ دینا۔ بغیر علم یا کسی عالم کی ہدایت کے جو فتویٰ دیتا ہے فرشتگان رحمت وعذاب اس پر لعنت کرتے ہیں اور اس کے گناہ کے مطابق ان لوگوں کا بھی گناہ ہوتا ہے جو اس کے فتوے پر عمل کرتے ہیں۔ تمہیں جس کا علم نہ ہو اس کے متعلق اپنے عدم علم کا اقرار لازم ہے۔ تمہارا یہ کہنا کہ میں اسے نہیں جانتا اس سے بہتر ہے کہ تم بغیر علم کسی چیز کو بیان کردو۔ آگاہ ہو کہ بغیر علم کے فتویٰ دینا آخرت میں زیادتی عذاب کا باعث اور دنیا میں ندامت کا سبب ہے۔ تمہارے لئے اس امر میں حق تعالیٰ کا یہ قول کافی ہے وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ۔ (جو شخص حکم خدا کے خلاف کوئی حکم دے وہ کافر ہے)

اَيْضاً اَلَمْ يُؤْخَذْ مِيْثَاقُ الْكِتَابِ اَنْ لَّاْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ (کیا قرآن مجید میں تم سے عہد نہیں لیا گیا کہ نہ کہو تم خدا کے متعلق مگر حق)

علم پر غرّہ

اے فرزند اس پر گھمنڈ لازم نہیں کہ تمہیں خدا نے علم عطا کیا ہے کیونکہ جو شخص اس لئے علم حاصل کرتا ہے کہ اس علم سے علماء پر فخر یا اس علم کے ساتھ احمقوں سے لڑے جھگڑے اور اس کے سبب سے آدمیوں کو اپنی طرف متوجہ کرے تو وہ جہنم میں اپنی جگہ بناتا ہے۔

تعظیم فقہاء وتکریم علماء

اے فرزند فقیہوں کی تعظیم اور عالموں کی تکریم تم پر لازم ہے۔ جناب رسول مقبولؐ نے فرمایا ہے کہ فقیہ مسلم کی جو عزت کرے گا وہ روز قیامت حق تعالیٰ سے اس طرح ملاقات کرے گا کہ خدا اس سے راضی اور خوش ہوگا۔ فقیہ مسلم کی جو توہین کرے گا حق تعالیٰ روز حشر اس پر غضبناک ہوگا۔ تمہیں فقیہ عالموں کی ہمنشینی لازم ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ حواریین نے حضرت عیسیٰؑ سے عرض کی یا روح اللہ ہم کس کے پاس بیٹھا کریں۔ ارشاد ہوا اس کے پاس جس کے دیکھنے سے تمہیں خدا یاد آئے۔ اس کی بات سے تمہارے علم میں زیادتی اور اس کے علم سے تمہیں آخرت کی طرف رغبت ہو۔

جناب امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا ہے کہ عالم سے گھوڑوں پر ملاقات کرنا بہتر ہے جاہل کے فرشہائے نفیس پر بیٹھ کر بات کرنے سے۔

اہل بدعت سے احتراز

تم کو اہل بدعت سے بچنا چاہئے۔ حضرت سرورؐ انبیاء نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجلس بدعت میں حاضر ہو اور اس کی تعظیم کرے گویا اس نے اسلام کی خرابی میں کوشش کی۔

احقاق حق وابطال باطل

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے شرائط جس وقت موجود

ہوں تم پر اظہار حق اور باطل کا مٹانا واجب و لازم ہے کیونکہ حضرت رسولؐ کریم نے فرمایا ہے کہ جب کسی بدعت کا ظہور ہوتو عالم کو اپنا علم ظاہر کرنا چاہئے اور جو ظاہر نہ کرے اس پر خدا کی لعنت ہے۔

دعا

اے لخت جگر میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اپنے دل کو ذکر خدا کی طرف متوجہ کرو، ریسمان خدا کو مضبوط تھامو، نفس کو ہر امر میں خدا کی طرف راجع رکھو کیونکہ یہی خدا کی طرف رجوع رہنا ہی تمام آفتوں کی سپر ہے۔ تم کو اپنے رب سے سوال کرتے وقت نیت خالص رکھنی چاہئے کیونکہ محروم رکھنا اور کامیاب کرنا اس کے اختیار میں ہے۔ حق تعالیٰ نے اسی دعا کی وجہ سے اپنے پیغمبر حضرت ابراہیمؑ کی اس طرح مدح فرمائی ہے اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ۔ (ابراہیمؑ خوف خدا سے ڈرنے والا اور بردبار ہے) حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ ''اوّاہ'' کے معنی دعا کرنے والے کے ہیں۔

حنان ابن سدیر اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ میں (سدیر) نے خدمت جناب امام محمد باقرؑ میں عرض کی کہ کون سی عبادت افضل ہے؟ فرمایا: خدا کے نزدیک اس سے زیادہ اور کچھ افضل نہیں کہ اس سے وہ چیز مانگیں جو اسی خدا کے پاس ہے، خدا کے نزدیک اس شخص سے زیادہ کوئی دشمن نہیں جو عبادت میں غرور کرے اور خدا سے وہ چیز نہ مانگے جو اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جو شخص خدا سے تفضّل کی امیدواری نہ کرے گا وہ ہمیشہ محتاج رہے گا۔

سیف تمار سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تمہیں دعا کرنا لازم ہے کیونکہ دعا تم کو خدا سے قریب کر دیتی ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی چیز کو بھی خدا سے مانگتے وقت نظر انداز نہ کرو کیونکہ ہر چھوٹی اور بڑی چیز کا وہی مالک ہے تمہیں اس طرز عمل میں جناب امیرؑ کی پیروی حاصل ہوگی کیونکہ وہ جناب ہمیشہ اپنے پروردگار سے دعا کیا کرتے اور فرماتے تھے کہ دعا نجات و فلاح کی کنجی ہے۔ وہ بہترین دعا ہے جو سینۂ بے کینہ اور پاک دل سے نکلے۔ جب تم پر خوف و دہشت کی زیادتی ہو تو خدا ہی کی طرف جائے پناہ ہے۔ اے فرزند تمہیں دعا کرنا لازم ہے کیونکہ دعا ہی بلاء و قضا کو دور کرتی ہے۔ دعا میں ہر درد کی شفا ہے۔ دعا کے دیر میں قبول ہونے سے دل تنگ و ناامید نہ ہو کیونکہ اس میں حق تعالیٰ کی مصلحتیں اور حکمتیں ہیں جن کا علم تم سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

محمد ابن ابی نصر سے منقول ہے کہ میں نے خدمت حضرت ابوالحسنؑ میں عرض کی یا مولا میں آپ پر فدا ہوں۔ مدت ہوئی کہ میں نے خدا سے ایک حاجت کا سوال کیا تھا ابھی تک حاجت روائی نہ ہونے سے اب میرے دل میں خدشہ گزرتا ہے۔ حضرت نے فرمایا اے احمد تو شیطان سے پرہیز کر کہ وہ تجھے یہ دکھا کر خدا سے ناامید کر دے۔ تیرے لئے حق تعالیٰ کا یہ قول کافی ہے ''لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ (رحمت خدا سے ناامید نہ ہو) اور ''وَاِذَا سَئَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ'' (یا رسولؐ آپ سے جب میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو فرما دیجئے کہ میں دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں)

توکُّل بہ خدا

جب تمہیں کوئی امر درپیش ہو تو خدا پر بھروسہ کرو اور نہایت رغبت سے فوراً شروع کر دو۔ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے کہ خدا نے جناب داؤد کی طرف وحی نازل فرمائی کہ جب ہمارا بندہ سچے دل سے ہم سے پناہ چاہتا اور کسی مخلوق کا سہارا نہیں ڈھونڈھتا ہے تو پھر زمین و آسمان اگر اس سے مکر و فریب کریں اور زمین و آسمان کے درمیان جو چیزیں ہیں وہ بھی فریب کریں تب بھی ہم اپنے بندہ کے لئے امن و آسائش کا راستہ پیدا کر دیتے ہیں۔ جب کوئی بندہ کسی مخلوق کا سہارا ڈھونڈھتا ہے تو ہم اس کی نیت پہچان کر تمام اسباب ارضی و سماوی

کو قطع کر دیتے ہیں پھر اگر وہ کسی وادی میں ہلاک بھی ہو جائے تو ہمیں کچھ خیال نہیں ہوتا۔

ابو حمزہؒ ثمالی جناب سید الساجدین سے نقل کرتے ہیں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر سے نکلا اور دیوار تک پہنچ کر گر پڑا دیکھا کہ ایک شخص دو سفید کپڑے پہنے ہوئے میرے منہ کی طرف دیکھ رہا ہے۔ آخر کار اس شخص نے کہا یا علیؑ بن الحسین کیا سبب ہے کہ میں آپ کو رنجیدہ و محزون دیکھتا ہوں؟ اگر دنیا کے لئے رنجیدگی ہے تو رزق خدا ہر نیک و بد کے لئے مہیا ہے۔ حضرت نے فرمایا مجھے اس کا رنج نہیں کیونکہ واقعی ایسا ہی ہے جیسا تم نے بیان کیا۔ پھر اس نے دریافت کیا کہ اگر آپ آخرت کے لئے مغموم ہیں تو یوم آخرت کا وعدہ سچا ہے اور اس دن کا حاکم بادشاہ قاہر و قادر ہے۔ حضرت نے فرمایا مجھے اس کا بھی رنج نہیں کیونکہ واقعی ایسا ہی ہے جیسا کہ تم نے کہا۔ اس نے پوچھا کہ آخر آپ کو پھر کون سا ملال ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ میں فتنۂ ابن الزّبیر سے ڈرتا اور اس چیز سے خوف کرتا ہوں جس میں لوگ مبتلا ہیں۔ حضرت فرماتے ہیں وہ شخص ہنسا اور کہا یا علیؑ بن الحسینؑ آیا آپ نے کسی کو دیکھا ہے کہ اس نے خدا سے دعا کی ہو اور اس نے قبول نہ فرمائی ہو؟ حضرت نے فرمایا نہیں۔ پھر اس شخص نے کہا آیا آپ نے کسی کو دیکھا ہے کہ اس نے توکل کیا ہو اور حق تعالیٰ نے کفالت نہ کی ہو؟ حضرت نے فرمایا نہیں۔ پھر اس نے پوچھا آیا آپ نے کوئی ایسا شخص دیکھا ہے جس نے خدا سے کسی امر کا سوال کیا ہو اور اس نے اس کو عطا نہ کیا ہو؟ حضرت نے فرمایا نہیں۔ یہ سن کر وہ غائب ہو گیا۔

امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ تو انگری و عزت ہمیشہ گردش میں رہتی ہیں۔ مقام توکل یعنی خدا پر توکل کرنے والے کے دل کو جب پاتی ہیں تو ٹھہر جاتی ہیں۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ (خدا پر جو توکل کرتا ہے اس کے لئے خدا کافی ہے) توکل کے متعلق جناب امیرؑ سے جب سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ توکل کے بہت سے درجہ ہیں ایک درجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ پر اپنے تمام امور میں توکل کیا جائے اور حق تعالیٰ بندہ کے لئے جو کچھ پسند فرمائے اسی پر وہ راضی رہے اور یقین رکھے کہ وہ میرے ساتھ فضل و نیکی کرنے میں کمی نہیں کرتا اور یہ بھی سمجھے کہ ہر امر میں اسی کا حکم جاری ہے پھر اپنے تمام امور خدا کو سونپ کے اسی کی ذات پر بھروسہ کرے اور تمام امور میں خدا ہی پر اعتماد رکھے۔

امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا جس شخص کو تین چیزیں عطا فرماتا ہے اس کے لئے اپنے اختیار کی تین چیزیں نہیں روکتا:

۱- جس کو دعا کی توفیق دیتا ہے اس کی دعا قبول کرتا ہے۔

۲- جسے شکر کی توفیق دیتا ہے اس کو زیادتی عطا کرتا ہے۔

۳- جسے توکل کی توفیق دیتا ہے مشکلوں میں اس کی مدد فرماتا ہے۔

یہ فرما کر ارشاد کیا کہ تو نے قرآن مجید میں پڑھا ہے؟ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ (خدا پر جو توکل کرتا ہے اس کے لئے وہ کافی ہے) لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (اگر میرا شکر بجالاؤ گے تو میں یقینا تم پر نعمت کی زیادتی کروں گا) اُدْعُوْنِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ۔ (تم مجھ سے دعائیں مانگو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا)

(مترجم:- توکل بخدا کے یہ معنیٰ ہیں کہ بندہ اپنے کسی امر میں مخلوقات پر بھروسہ نہ رکھے صرف خدا سے امیدوار رہے۔ توکل مشتق ہے وکل سے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے: لَا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِي وَكِيْلًا (میرے سوا تم کسی کو اپنا وکیل نہ کرو) اپنے امور میں خدا ہی پر اعتماد رکھو۔ توکیل کے یہ معنی ہیں کہ کوئی شخص کسی پر اعتماد کرے اور اسے اپنا قائم مقام بنائے کہ وہ اس کے تمام کام انجام دے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا (اور کافی ہے اللہ سا وکیل) وکیل بھی اسم حق تعالیٰ ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اگر تم خدا پر اس طرح توکل کرو گے جیسا کہ توکل کا حق ہے تو تمہارے تمام امور بر آئیں گے۔ توکل اس طرح کرنا چاہئے کہ تم

اس بات کا یقین کرلو کہ خدا کے سوا کوئی کچھ کرنے والا نہیں ہے۔ خواہ وہ روزی دینا ہو یا کوئی چیز عطا کرنا ہو کیونکہ ہر چیز خدا ہی کے اختیار میں ہے۔ ایسے کامل الیقین بندہ کو بوجہ احسن لازم ہے کہ اپنے تمام امور میں نہایت عاجزی وگریہ وزاری سے درگاہ الٰہی میں رجوع کرے۔

معانی الاخبار میں توکل علی اللہ کے یہ معنی ہیں کہ بندہ اس بات کا یقین کرلے کہ خدا کے سوا مخلوق میں سے نہ کوئی نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان، کچھ دے سکتا ہے نہ لے سکتا ہے۔ غرضکہ خدا کے سوا کسی سے امید نہ رکھے جو بندہ ایسا ہوگا اس کا ہر عمل خدا کے لئے ہوگا۔ خدا کے سوا کسی سے نہ وہ امید رکھے گا نہ خائف ہوگا نہ کسی چیز میں اور سے طمع کرے گا۔ بعض لوگ توکل کے یہ معنیٰ کس طرح خیال کرتے ہیں کہ انسان جب توکل کرے تو بس ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہے اور معاش کی فکر قطعاً چھوڑ دے۔ ایسا خیال جہالت پر مبنی بلکہ حرام ہے۔)

استخارہ واستشارہ

اے فرزند تمہیں ہر امر خصوصاً اہم اور مشکل کاموں میں حق تعالیٰ سے استخارہ کرنا لازم ہے کیونکہ استخارہ خطا سے بچنے کا ذریعہ اور رضا جوئی خدا کا طریقہ ہے۔ استخارہ وہ نور ہے جس سے ظلمتکدۂ حیرت میں روشنی طلب کی جاتی ہے اور یہ ایسا ہادی ہے کہ انسان اس سے ہدایت پاتا ہے۔

''برقی'' نے اپنی کتاب ''محاسن'' میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے۔ حضرت نے ارشاد کیا: حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ امر بھی میرے بندہ کی بدبختی سے ہے کہ اپنے کاموں میں وہ مجھ سے استخارہ نہ کرے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان استخارہ کرتا ہے تو حق تعالیٰ ضرور اس کے ساتھ نیکی سے پیش آتا ہے۔ پھر حضرت سے منقول ہے کہ جو شخص کوئی کام بغیر استخارہ کے شروع کرے اور بعد ازاں کسی بلا میں مبتلا ہو جائے تو اس کے لئے کچھ اجر نہ ہوگا۔ بعض علماء نے فرمایا ہے اور بہت خوب فرمایا ہے کہ صاحب عقل کے لئے بغیر حق کو معلوم کئے ہوئے کسی امر میں مصروف ہونا کیونکر بہتر ہوگا۔ اوامر ونواہی میں جو چیز محصور ہے اس کا اختیار کرنا بغیر استخارہ واستشارۂ ربانی کس طرح بندہ کے لئے مناسب ہوگا۔ پھر بغیر کسی واقفیت اور واقف کار کے اہم اور مشکل کاموں میں کسی عاقل کا مصروف ہونا کیونکر اچھا ہوگا بلکہ جب تک خدائے علیم وخبیر سے استخارہ نہ کرلے وہ ایسے امور کس طرح شروع کرے گا جن کے انجام کی اسے مطلق خبر نہیں۔ جو خدا سے طلب خیر اور مشورہ نہیں کرتا وہ خود ہی اپنی مضرت رسانی وگرفتاریٔ بلا کا باعث ہوتا ہے کیونکہ اس نے بغیر فکر وتدبیر محض اپنی رائے سے آغاز کار کیا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ جس نے طلب خیر میں تقصیر کی وہ مصیبت کے بھنور میں گرفتار ہوا۔ جس نے عاقبت کا خوف کیا وہ ان تمام بلاؤں پر ثابت قدم رہا جو ناگہاں اس پر آنے والی ہیں، جس نے کسی امر پر بغیر علم کے سبقت کی اس نے اپنے کو ذلیل کیا۔ جس نے جانا نہیں وہ سمجھا نہیں، جو سمجھا نہیں وہ سالم نہیں رہ سکتا، جو سالم نہیں رہ سکتا اسے کرامت حاصل نہیں ہوسکتی جسے کرامت حاصل نہیں ہوسکتی اس نے اپنی ہڈیوں کو ریزہ ریزہ کرڈالا، جس نے اپنی ہڈیوں کو ریزہ ریزہ کرڈالا وہ زیادہ تر قابل ملامت ہے، جو اس طرح کی ملامت کا سزاوار ہے وہ اسی لائق ہے کہ اسے ہر جگہ ندامت حاصل ہو۔

حضرت رسول خداؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص بغیر علم کے عمل کرے گا اس کا فساد اکثر اُسی چیز سے ظاہر ہوگا جس سے کہ وہ اصلاح کرتا ہے۔ یہ تحقیق کہ میں نے اپنے عمل میں حق تعالیٰ سے استخارہ کیا اور اس نے مجھے رشد کا طریقہ بتادیا۔ (انتھیٰ)

استخارہ کئی طرح سے کیا جاتا ہے۔ ہر طریقۂ استخارہ خصوصاً استخارۂ ذات الرقاع سے میرے لئے جس قدر خوبیاں اور بڑی بڑی مصلحتیں ظاہر ہوئی ہیں اگر میں ان کے اظہار کا قصد کروں تو بیان طولانی اور میرا کلام بھی اس مبحث سے خارج ہو جائے گا جس کا ذکر مجھے منظور ہے۔ استخارہ کی بالکل معمولی خوبیاں یہ ہیں :

آنحضرتؐ کا قول ہے اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ (عمل کا مدار نیتوں پر ہے) جس کی جیسی نیت ہوگی اس کے لئے ویسا ہی ظاہر ہوگا۔حق تعالیٰ فرماتا ہے: وَ کُلٌّ یَعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ (اور ہر شخص کا عمل ویسا ہی ہوتا ہے جیسی اس کی خصلت ہوتی ہے) بندہ جب استخارہ کرتا اور حکم خدا کے موافق عامل ہوتا ہے تو یہ عین طاعت وعبادت ہے کیونکہ جب عادتیں خوش نیتی پر مبنی ہوتی ہیں تو عبادتیں ہوجاتی ہیں اور جو عبادتیں نیک نیتی سے واقع ہوتی ہیں وہ عادتیں ہوجاتی ہیں۔اے فرزند تم کو معلوم رہے کہ استخارہ میں اس امر سے راضی رہنا لازم ہے جس کو خالق اکرم نے اس کے لئے جائز کیا ہے۔ایسا خالق جو انجام کار سے بخوبی واقف ہے۔ بہت سے ایسے امور ہیں جن سے نفس کو کراہت ہوتی اور ان سے انکار ہی رہتا ہے مگر انجام کار کا جاننے والا بندہ کے لئے انہیں کو مناسب سمجھتا اور حکم دیتا ہے کہ تجھے یہی کرنا چاہئے، تیرے خدا کی یہی مرضی ہے، تیری فلاح وبہبودی اسی میں ہے۔ بہت سے امور ایسے بھی ہیں جن کی طرف نفس راغب اور ان کو قبول کرنے کے لئے تیار ہے مگر حق تعالیٰ چونکہ یہ جانتا ہے کہ ان میں برائی ہے لہٰذا بندہ کے لئے ان کو پسند نہیں کرتا چنانچہ خود فرماتا ہے: وَعَسٰی اَنْ تُکْرِھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (اور عجب نہیں کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور عجب نہیں کہ تم کسی چیز کو پسند کرو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بری ہو اور خدا تو جانتا ہی ہے مگر تم نہیں جانتے) بعض علماء نے خوب افادہ فرمایا ہے کہ تمہیں نصیحت مخلوق پر تو اعتماد ہوتا ہے جو تمہاری ہی طرح ہیں۔ پھر خالقِ عالم پر تم کیوں بھروسہ نہیں کرتے اور خدا کے اختیار کئے ہوئے امر نیز اس کی نصیحت کو برا جانتے ہو اور تمہاری خواہش اس کی طرف راغب نہیں ہوتی اور تمہاری طبیعت اپنے افسوس وندامت ورنج وغضب کو ظاہر کرتی ہے تو یہ بتاؤ کہ آیا تم اپنے پروردگار سے زیادہ کسی کو اپنے اصلاح حال میں دانا وبینا سمجھتے ہو۔آیا تم کسی کو اپنے خدا سے بڑھ کر شفیق ورحیم پاتے ہو حالانکہ خداوند عالم ہم پر ماں باپ سے زیادہ رحیم وشفیق ہے۔ یہ امر اہل سعادت کے نزدیک بدیہی ہے اور کسی دلیل کا محتاج نہیں (خدانخواستہ) اگر تم اہل سعادت سے نہ ہو اور اپنے ہاتھ سے ایسے رحیم کے دامن کو نہ تھامے رہو اور تم پر طبع شیطانی وخواہش نفسانی غالب ہو تو حق تعالیٰ کی مرضی کے خلاف راستہ چلنا تم کو لازم ہے مگر تم ندامت اٹھانے کے لئے مستعد رہو۔ہمیں اور تمہیں خواہش نفسانی سے خدا محفوظ رکھے۔وہ ہم کو اور تم کو اسی چیز کی توفیق عطا فرمائے جسے خود مرغوب رکھتا ہو اور جس سے راضی ہے (انتہیٰ) اس کے متعلق ہمارے ائمہ علیہم السلام سے بکثرت روایتیں مروی ہیں۔جناب امیرؑ سے منقول ہے: حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ مجھ سے استخارہ یعنی طلب خیر کرتا ہے تو میں اس کے لئے نیکی کو اختیار کرتا ہوں مگر وہ غضبناک ہوتا ہے۔

ہمارے بعض علماء نے روایت کی ہے کہ ہم نے امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ خدا کے نزدیک بزرگترین خلق کون ہے؟ فرمایا کہ جو کثرت سے خدا کا ذکر اور اس کی اطاعت گذاری کرتا ہو۔پھر سوال کیا کہ دشمن ترین خلق کون ہے؟ فرمایا کہ جو حق تعالیٰ پر تہمت لگاتا ہو۔ایک نے عرض کیا کوئی ایسا بھی ہے جو خدا پر تہمت لگائے فرمایا ہاں وہ شخص جو حق تعالیٰ سے استخارہ کرتا ہے اگر استخارہ اس امر کے لئے خوب آیا جو اسے برا معلوم ہوتا ہے تو وہ خدا پر غضبناک ہوتا ہے اور یہی وہ شخص ہے جو خدا پر تہمت لگاتا ہے۔

حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ جناب سید الساجدینؑ جب کسی امر یعنی حج وعمرہ یا خرید وفروخت یا کسی کو آزاد کرنے کا قصد کرتے تھے تو وضو فرما کر دو رکعت نماز استخارہ کی نیت فرماتے اور دونوں رکعتوں میں سورۂ رحمٰن، سورۂ حشر، سورۂ فلق، سورۂ ناس اور سورۂ اخلاص پڑھتے تھے بعد ازاں درگاہ خدا میں عرض کرتے تھے کہ پروردگارا! اگر اس مقصد کے جلد یا بدیر حاصل ہونے میں میرے لئے دین، دنیا وآخرت میں بہتری ہو تو

بہترین وجوہ کے ساتھ اس کے حصول کو مجھ پر آسان کردے اور اگر میرے لئے اس میں دین و دنیا و آخرت میں کوئی برائی ہو تو اس کو باحسن وجوہ مجھ سے پھیر دے۔ خداوندا! تو میری صلاح و بہتری ہی کو میرے لئے تجویز فرما اگر چہ میرا نفس اسے برا جانتا ہو۔ ایسی بہت سی حدیثیں ہیں۔

جناب امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ استخارہ میں کوئی امر میرے خلاف رائے ظاہر ہو یا موافق مرضی، میں کچھ پرواہ نہیں کرتا۔

اے فرزند استخارہ کے بعد برادران ایمانی سے مشورہ کرنے کی تمہیں وصیت کرتا ہوں نیز اس امر کی کہ بارگاہ ایزدی میں تم عرض کرو کہ تو ان کی زبانوں پر وہ امر جاری فرمادے جس میں دین و دنیا کی بہتری ہو جیسا کہ اکثر احادیث نبویؐ اور اخبار ائمہؑ سے ظاہر ہوتا اور لوگوں کو مشورہ کرنے کی رغبت دلائی گئی ہے۔

مشورہ کے متعلق چند حدیثیں جناب امام جعفر صادقؑ سے نقل کی جاتی ہیں:-

۱- حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کہ صاحب عقل و دانش سے مشورہ کرنا کیونکہ اس کی نصیحت میں خیر و برکت اور حق تعالیٰ کی توفیق شامل ہے۔ ناصح عاقل جب تمہیں کوئی مشورہ دے تو اس کے خلاف نہ کرنا چاہیئے۔ اگر خلاف کروگے تو رنج و تعب اٹھاؤگے۔

۲- جب تم کسی بلا میں مبتلا ہو اور کوئی صورت نجات نہ معلوم ہوتی ہو تو مرد عاقل و پرہیزگار سے مشورہ کرو۔

۳- مرد عاقل و پرہیزگار کے مشورہ پر اگر عمل کیا جائے گا تو حق تعالیٰ اس کو پست نہ ہونے دے گا بلکہ اس کے مرتبہ کو بلند کرے گا اور ایسے امور کی طرف ہدایت فرمائے گا جو حق تعالیٰ سے اس کو قریب کردیں۔

۴- حضرت رسولؐ خدا سے کسی نے سوال کیا کہ حزم و احتیاط کیا چیز ہے۔ فرمایا کہ صاحبان رائے سے مشورہ کرنا اور اس پر عامل ہونا ۔

۵- حضرت رسولؐ خدا نے جناب امیرؑ سے جو وصیتیں فرمائی ہیں ان میں ایک وصیت یہ بھی ہے کہ یا علیؑ مشورہ سے زیادہ محکم اور کوئی پشت پناہ نہیں ہے۔ نہ کوئی عقل مثل تدبیر ہے۔

۶- جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ توریت میں چار چیزیں منقول ہیں:

(الف) جو شخص مشورہ نہیں کرتا وہ ندامت اٹھائے گا۔

(ب) فقر موت اکبر ہے۔

(ج) تو جیسا کرے گا ویسا پائے گا۔

(د) جو شخص کسی چیز کا مالک ہو اسے لازم ہے کہ پہلے اس میں سے غیر کو دے۔

۷- جناب امیرؑ نے اپنے کسی کلام میں فرمایا ہے کہ تو اپنے امور میں ان لوگوں سے مشورہ کر جو خدا سے ڈرتے ہوں۔

۸- مشورہ کی وجہ سے کوئی شخص ہلاکت میں نہیں پڑتا۔

۹- حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب امیرؑ نے اپنے غلام سعد کی رحلت کے وقت ارشاد فرمایا کہ تو مشورہ کر اور کسی ایسے شخص کو بلا جو صاحب فضیلت اور امین ہو۔ سعد نے کہا کہ میں حضور ہی سے مشورہ کرتا ہوں۔ حضرت نے غضبناک ہو کے فرمایا کہ جناب ختمی مآبؐ اپنے اصحاب سے مشورہ کرتے اور مشورہ کے بعد جو امر طے ہوتا اس پر اپنے ارادہ کو مستحکم فرمادیتے تھے۔

۱۰- فضیل ابن یسار سے منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے مجھ سے ایک مرتبہ کسی امر میں مشورہ فرمایا میں نے عرض کیا کہ حق تعالیٰ آپ کی اصلاح کرے۔ آپ سا جلیل القدر مجھ ایسے ذلیل سے مشورہ کرتا ہے۔ فرمایا کہ جب میں تم سے مشورہ کروں گا تو تم مشورہ دینے کے قابل ہو جاؤ گے۔

۱۱- حسن ابن جہم سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم خدمت امام جعفر صادقؑ میں موجود تھے اور حضرت کے والد ماجد جناب امام محمد باقرؑ کا ذکر کیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت کی عقل کے برابر کسی کی عقل نہیں تھی۔ آپ اکثر اوقات حبشیوں سے

مشورہ فرماتے تھے بعض لوگوں نے کہا کہ آپ ایسے لوگوں سے مشورہ کرتے ہیں جو آپ کے برابر نہیں فرمایا کہ کبھی کبھی حق تعالیٰ ان کی زبان پر حق کو جاری کر دیتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ اسباب و باغات خریدنے میں آپ کو وہ لوگ مشورہ دیتے اور حضرت اس پر عمل فرماتے تھے۔

استخارہ کے بعد لوگوں سے مشورہ کرنے کے متعلق جو حدیثیں دلالت کرتی ہیں ان میں سے کچھ لکھی جاتی ہیں:

۱- حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص کوئی کام کرنا چاہے تو جب تک کہ خدا سے مشورہ یعنی استخارہ نہ کرلے کسی اور سے مشورہ نہ کرے کیونکہ حق تعالیٰ کے مشورہ سے جب اپنا کام شروع کرے گا تو وہ اپنی مرضی یعنی نیکی اور بہتری کو مشورہ دینے والے کی زبان پر جاری کرے گا۔ اسی طرح شیخ مفیدؒ نے بھی حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے۔

۲- کتاب مَنْ لَایَحْضُرُہُ الْفَقِیہُ میں ہارون ابن خارجہ سے روایت ہے حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص کوئی کام کرنا چاہے تو جب تک خدائے تعالیٰ سے مشورہ نہ کرلے کسی اور سے مشورہ نہ کرے۔ میں نے عرض کیا یا حضرت میں آپ پر فدا ہوں خدا سے کیوں کر مشورہ کروں فرمایا کہ پہلے حق تعالیٰ سے استخارہ کر اس کے بعد لوگوں سے مشورہ لے جب تو مصلحت خدا کے موافق اپنا کام شروع کرے گا تو جسے تو خلق میں اپنا خیر خواہ سمجھتا ہے اس کی زبان پر حق تعالیٰ تیری بہتری کو جاری کرے گا۔

۳- مکارم الاخلاق میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب تو کوئی کام کرنا چاہے تو اس کے متعلق جب تک کہ اپنے پروردگار سے مشورہ نہ کرلے کسی اور سے مشورہ نہ کر۔ میں نے عرض کیا کہ پروردگار عالم سے کیونکر مشورہ کروں فرمایا کہ سو مرتبہ اَسْتَخِیرُ اللّٰہَ کہہ اور اس کے بعد لوگوں سے مشورہ کر بتحقیق کہ جسے تو دوست رکھتا ہے حق تعالیٰ تیری بہتری کو اس کی زبان پر جاری کرتا ہے۔

۴- کتاب ذکریٰ مصنفۂ جناب شہیدؒ میں لکھا ہے کہ سید رضی الدین نے معتبر سندوں کے ساتھ اسحاق ابن عمار کی زبانی روایت کی ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کچھ خریدنا یا بیچنا یا کوئی کام کرنا چاہے تو پہلے خدا سے طلب خیر اور اس سے سوال کرے۔ میں نے عرض کیا کہ کس قاعدہ سے۔ فرمایا: **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ کَذَا وَ کَذَا فَاِنْ کَانَ خَیرًا فِیْ دِیْنِیْ وَ دُنْیَایَ وَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَ آجِلِہٖ یَسِّرْہُ لِیْ وَاِنْ کَانَ شَرًّا لِیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ دُنْیَایَ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ رَبِّ اِعْزِمْ لِیْ عَلَیٰ رُشْدِیْ وَاِنْ کَرِھْتُہٗ وَ اَبَتْہُ نَفْسِیْ** (خداوندا! میں ایسا ایسا چاہتا ہوں اگر اس امر کے جلد یا بدیر حاصل ہونے میں میرے لئے دین و دنیا میں بہتری ہو تو اس کو میرے لئے سہل و آسان کر دے اور اگر اس امر میں میرے لئے دین و دنیا میں برائی ہو تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور باز رکھ۔ خداوندا! جس امر میں حتماً میرا رشد ہو اسی کو تو میرے لئے اختیار فرما اگرچہ میرے نفس پر شاق گذرے اور مجھے اس سے کراہت ہو) پھر اس کے بعد دس مومنوں سے مشورہ کر۔ دس مومن اگر نہ ممکن ہوں تو پانچ ہی سے سہی مگر ان پانچ مومنوں سے دو دو مرتبہ مشورہ کر۔ ان اخبار سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ مشورہ سے پہلے استخارہ کرنا چاہئے یعنی حق تعالیٰ سے طلب خیر کو مقدم رکھے تاکہ حق تعالیٰ بندہ کی بہتری کو مشورہ دینے والے کی زبان پر جاری کرے یا اس طریقہ سے بارگاہ احدیت میں سوال کرے کہ حق تعالیٰ مشورہ کرنے کی اجازت نہ دے مگر اسی قدر کہ جتنے میں اس کی صلاح و بہتری ہو اور پہلے ہی ایسا استخارہ نہ دیکھ لے کہ میں فلاں کام کروں یا نہ کروں جیسا کہ استخارۂ ذات الرقاع و قرآن مجید سے نتیجہ نکالا جاتا ہے کیونکہ یقین کے بعد پھر مشورہ بیکار ہے۔ جو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ استخارۂ قرآن مجید و ذات الرقاع کس طرح مشورہ پر مقدم ہوں گے کیونکہ مشورہ مقدم ہے استخارہ پر یعنی جبکہ مشورہ کے بعد بھی اس کام کی اچھائیاں اور برائیاں سمجھ میں نہ آنے کے سبب سے تردد باقی رہے اور تحیر نہ زائل ہو تو ایسی حالت میں بندہ کو ایسا استخارہ کرنا چاہئے جس سے اس فعل پر عمل

کرنے یا نہ کرنے کی ہدایت ہو جائے اور اسی کے مطابق عمل کرے درآں حالیکہ وہ شخص خدا پر متوکل اور اپنے امور کا خدا کو سپرد کرنے والا ہو۔

اے فرزند عورتوں سے مشورہ نہ لینا کیونکہ احادیث میں ممانعت وارد ہوئی ہے۔ کتاب کافی میں منقول ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ کے حضور میں عورتوں کا ذکر ہوا حضرت نے فرمایا کہ امور مخفیہ میں ان سے مشورہ نہ لو اور صاحبان قرابت کے بارہ میں وہ جو کچھ کہیں اسے ہرگز نہ مانو۔

امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ تم عورتوں کے مشورہ سے پرہیز کرو کیونکہ ان میں ضعف وسستی وعاجزی ہے۔

جناب امیرؑ نے فرمایا کہ عورتوں کی مخالفت میں برکت ہے پھر فرمایا کہ جو شخص عورتوں کو اپنے گھر کا مدارالمہام بنائے وہ ملعون ہے۔

حضرت رسولؐ خدا جب کوئی جنگ سر کرنے کے لئے تشریف لے جاتے تھے تو عورتوں کو بلا کر مشورہ کرتے اور وہ جو کچھ مشورہ دیتیں اس کے خلاف عمل فرماتے تھے۔

حضرت ختمیؐ مرتبت نے فرمایا ہے کہ عورتوں سے امور مخفیہ میں مشورہ نہ کرو اور صاحبان قرابت کے بارے میں وہ جو کچھ کہیں اسے ہرگز نہ مانو۔ پھر فرمایا کہ عورت کا مطیع ندامت اٹھایا کرتا ہے۔ پھر عورتوں کا تذکرہ کر کے ارشاد فرمایا کہ امور جائز میں ان کی نافرمانی کرو قبل اس کے کہ وہ تم سے امور ناجائز کی فرمائش کریں۔ تم درگاہ خدا میں بری عورتوں سے پناہ مانگو اور اچھی عورتوں سے خائف رہو۔

جناب امیرؑ نے اپنے بعض ارشادات میں فرمایا ہے کہ تم بری عورتوں سے ڈرو اور اچھی عورتوں سے خائف رہو۔ اگر وہ تم سے امور جائز کی فرمائش کریں تو ان کی مخالفت کرو تا کہ امور ناجائز پر عامل ہونے کی تم سے امید نہ رکھیں۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ تم بارگاہ رب العزت میں بری عورتوں سے پناہ مانگو اور اچھی عورتوں سے خائف رہو۔ امور جائز میں بھی ان کی اطاعت نہ کرو کیونکہ پھر وہ چاہیں گی کہ تمہیں امور ناجائز کا مرتکب بنائیں۔

من لایحضرہ الفقیہ میں ہے کہ ایک شخص نے اصحاب جناب امیرؑ سے اپنی عورتوں کا شکوہ کیا۔ آپ کھڑے ہو گئے اور ایک خطبہ ارشاد فرمایا کہ اے گروہ مردم کسی حال میں عورتوں کی اطاعت نہ کرو۔ اپنے مال کو ان کے پاس امانت نہ رکھو اور امور خانہ داری (متعلق عیال) ان کے سپرد نہ کرو۔ اگر وہ اپنی حالت پر چھوڑ دی جائیں گی تو ایسی ہی باتیں کریں گی جو کہ تہلکہ میں ڈال دیں کیونکہ وقت حاجت انہیں کسی چیز سے پرہیز نہیں ہوتا اور جب انہیں کسی شے کی خواہش ہوتی ہے تو صبر نہیں آتا۔ ہرچند کہ وہ سن رسیدہ اور بوڑھی ہو جائیں لیکن پھر بھی انہیں اپنے بدن کا آراستہ کرنا لازم ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ عاجز ہوں مگر ان کو غرور لاحق رہتا ہے۔ انہیں بہت دیا جائے تو بھی شکر نہیں کرتیں اور اگر کچھ نہ دو تو تمام نیکیاں بھلا کر برائیاں ہی برائیاں یاد رکھتی ہیں۔ سرکشی میں زیادتی، امور شیطانی کی پیروی، بہتان بازی اور افترا پردازی میں اپنے اوقات بسر کرتی ہیں۔ ہر حالت میں ان سے خاطر ومدارات کے ساتھ پیش آؤ ان سے اچھی اچھی باتیں کرو امید ہے کہ وہ راہ نیک اختیار کریں۔

جناب امیرؑ کی وصیت میں ہے کہ عورتوں سے مشورہ نہ کرو اور ان سے اپنی نگاہوں کو بچاؤ کیونکہ ان پر شرم وحجاب کا کچھ زور نہیں ہے۔ ان کے پاس کسی کا آنا اُن کو ناگوار نہیں ہوتا۔ جہاں تک ہو سکے ایسا کرو کہ وہ غیر کو نہ پہچان سکیں۔

اے فرزند استشارہ کے لئے بھی کچھ حدود مقرر ہیں اگر ان شرطوں کے مطابق مشورہ نہ ہوا تو بجائے نفع کے طالب مشورہ کو زیادہ نقصان پہنچے گا۔

برقی نے ابوعبداللہ سے روایت کی ہے کہ مشاورت کے چار حدود ہیں:

(۱) جس سے مشورہ کیا جائے وہ صاحب عقل سلیم ہو کیونکہ جب عاقل ہوگا تو اس کے مشورہ سے تجھے نفع پہنچے گا۔

(ب) آزاد و صاحب امانت و دیانت ہو کیونکہ آزاد و امین ہوگا تو نصیحت میں مبالغہ کرے گا۔

(ج) مثل بھائی کے سچا دوست ہو کیونکہ سچا دوست ہوگا تو تیرے راز سے کسی کو واقف نہ ہونے دے گا۔ نیک مشورہ دے گا اور جو نصیحت کرنے کا حق ہے اس طرح نصیحت کرے گا۔

(د) جیسا کہ تو اپنے راز سے واقف ہے اسی طرح وہ بھی تیرے مافی الضمیر سے آگاہ ہو جائے اور وہ تیرا بھید کسی پر ظاہر نہ کرے۔

سلیمان ابن خالد سے منقول ہے کہ میں نے جناب امام جعفر صادقؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مرد عاقل و پرہیزگار سے مشورہ کرو کیونکہ وہ سوائے نیکی کے اور کسی بات کا مشورہ نہ دے گا تم اس کی مخالفت سے پرہیز کرو کیونکہ مرد عاقل و پرہیزگار کی مخالفت دین و دنیا دونوں کو فاسد کر دیتی ہے۔

طلب دنیا میں میانہ روی

اے فرزند تم پر لازم ہے کہ دنیا کو بطرز حلال حاصل کرو جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے: هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلاً فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ (وہ ایسا خدا ہے کہ جس نے زمین کو تمہارے لئے نرم (وہموار) کر دیا تم اس کے اطراف و جوانب میں چلو پھرو اور اس کی (دی ہوئی) روزی کھاؤ۔)

ایضاً: فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (پھرو زمین پر اور چاہو فضل و عنایت خدا کو)

ایضاً: وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (اور کچھ لوگ ایسے ہیں کہ روئے زمین پر چلتے پھرتے اور فضل خداوندی کی خواہش کرتے ہیں)

(مترجم: یہاں فی ظرفیت کا نہیں ہے بلکہ بمعنی علیٰ ہے ۱۲)

حضرت رسول خدا ارشاد فرماتے ہیں کہ عبادت کے ستر جز ہیں ان سب میں طلب حلال کا مرتبہ افضل ہے۔ طلب کے بعد میانہ روی اختیار کرے اور دنیا کے حاصل کرنے میں زیادہ منہمک نہ ہو۔

جناب امیرؑ نے حضرت امام حسنؑ کو وصیت فرمائی ہے کہ طلب دنیا میں میانہ روی مدنظر رکھو اور معمولی طریقہ سے کسب کرو کیونکہ زیادتی طلب اور کثرت ہوس موجب جنگ و جدل ہو جایا کرتی ہے نہ تو ہر طلب کرنے والا ہی رزق پاتا ہے اور نہ ہر ایسا شخص جو معمولی طریقہ سے طلب دنیا کرتا ہے وہ رزق سے محروم ہی رہتا ہے۔

جناب امام جعفر صادقؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ رزق کو ضائع کرنے والے کی خواہش سے زیادہ اور ایسے حریص کی طلب سے کم طلب کرنا چاہیئے جو محض اپنی دنیا پر مطمئن و خوش رہتا ہو۔ تو اپنے نفس کو ایسے درجوں سے نکال اور ایسے منصف کی مانند ہو جو کہ اپنے نفس کو ضعیفوں اور کاہلوں کے درجہ سے بلند رکھتا ہے۔ دنیا کو اتنا حاصل کر جتنا ایک مومن کو ضرورت ہوتی ہے جیسے لباس و طعام ضروری اور نفقۂ عیال وغیرہ۔

جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اے گروہ مردم تم لوگوں سے میں نے وہ تمام چیزیں بیان کر دی ہیں جو کہ تمہیں جہنم سے دور اور بہشت سے قریب کر دیں گی۔ آگاہ ہو کہ روح القدس نے یہ امر میرے دلنشیں کیا اور مجھے بتا دیا ہے کہ جس کا رازقہ جب تک ختم نہیں ہو جاتا اسے موت نہیں آتی۔ تم لوگ طلب رزق میں کمی و احتیاط کرو۔ اگر تم تک دیر میں روزی خدا پہونچے تو اسے معصیت خدا کے ساتھ نہ حاصل کرو کیونکہ جو چیز خدا کے پاس ہے وہ بغیر اس کی اطاعت کے حاصل نہیں ہوتی۔

جناب امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے احمقوں کی روزیوں میں وسعت دی ہے تاکہ صاحبان عقل عبرت حاصل کریں اور یہ سمجھیں کہ دنیا کسی حیلہ و تدبیر سے نہیں ملتی۔

جناب امیرؑ سے منقول ہے کہ ایسے بہت لوگ ہیں جو اپنے نفس کو تعب میں ڈالتے ہیں مگر پھر بھی انہیں رزق کی تنگی رہتی ہے اور بہت لوگ ایسے ہیں جو طلب امور میں میانہ روی سے کام لیتے ہیں مگر ان کی قسمت یاور اور انہیں وسعت رزق حاصل ہوتی

ہے۔ اگر بطریقۂ حلال تجھ سے دنیا موافق اور تیری طرف متوجہ ہوتو امور آخرت کے لئے اسے اپنا بہترین مددگار قرار دے۔

حضرت رسالتؐ پناہ نے فرمایا ہے کہ تقویٰ کے لئے توانگری ایک اچھا مددگار ہے۔

عمر ابن جمیع نے جناب صادقؑ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس شخص میں بہتری نہیں ہے جو کسب حلال سے مال جمع کرنے کو دوست نہ رکھتا ہو تا کہ اس کی وجہ سے مخلوقات کے آگے ذلت سوال سے محفوظ رہے۔ اپنا قرض ادا اور اپنے اعزا سے مراعات کرے۔

کسی شخص نے حضرت صادقؑ کی جناب میں عرض کیا کہ میں طالب دنیا ہوں اور چاہتا ہوں کہ دنیا مجھے حاصل ہوجائے۔ حضرت نے دریافت کیا کہ تو دنیا کو کس لئے دوست رکھتا ہے؟ عرض کیا تا کہ اس کے ذریعہ سے اپنے نفس اور اپنے عیال کو نفع پہنچاؤں۔ عزیزوں کے ساتھ نیکی سے پیش آؤں۔ خوشنودیٔ خدا کے لئے بندگان خدا کی حاجتیں برلاؤں، حج وعمرہ بجالاؤں۔ حضرت نے فرمایا یہ تو طلب دنیا نہیں بلکہ طلب آخرت ہے۔

حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ مومن کا صبح یا شام کرنا ایسی حالت میں کہ وہ پسر مردہ ہو بہتر ہے کہ لوٹ مار کر کسی کو مفلس بنادے۔

حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو دنیا کو آخرت کے لئے اور آخرت کو دنیا کے لئے چھوڑ دے۔

جناب امیرؑ نے جناب امام حسنؑ کو وصیت فرمائی ہے کہ دنیا تمہارے واسطے اسی قدر بہتر ہے جتنا کہ قبر میں کام آئے۔ اگر کوئی شخص اس لئے روتا ہے کہ جو کچھ اسے ملا تھا وہ اس کے ہاتھ سے جاتا رہا تو جو چیز اسے نہیں ملی اس کے لئے اس کو اور زیادہ رونا چاہئے۔ ناجائز طور سے طلب دنیا کرنے اور تہلکوں میں پڑنے سے تم کو پرہیز کرنا چاہئے اگر چہ اس کی راہیں تنگ ہوجائیں۔ آگاہ ہو کہ جو شخص خوف خدا سے ڈرے گا حق تعالیٰ اس کو ہر مہلکہ (ہلاکت) سے نکالے گا اور ایسے مقام سے اسے روزی دے گا جہاں سے ملنے کا اسے گمان بھی نہیں تھا۔ پھر یہ امر کسی بندۂ صالح کے لئے کیونکر جائز ہے کہ وہ طلب حرام اور خلاف شرع کچھ حاصل کرے۔

حضرت رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں اپنی امت کے ان افعال قبیحہ (کرتوتوں) اور اطوار شنیعہ (ذلیل عادتوں) سے بہت ڈرتا ہوں جو میرے بعد ان سے ظہور میں آئیں گے۔

حضرت امام رضاؑ نے داؤد صیرفی سے فرمایا ہے کہ مال حرام بڑھتا نہیں، نہ اس میں برکت ہوتی ہے، جو شخص اس میں سے جتنا خرچ کرتا ہے اس کا اجر نہیں پاتا اور جو اپنے بعد چھوڑتا ہے وہ جہنم تک اس کے ساتھ جاتا ہے۔

اہل دنیا سے دوری

اے فرزند میں تمہیں اس امر کی وصیت کرتا ہوں جس کے متعلق حضرت امیرؑ نے اپنے لخت جگر امام حسنؑ سے اس طرح وصیت فرمائی ہے کہ اے فرزند جہاں اہل دنیا کا مجمع دیکھو وہاں ٹھہرنے سے پرہیز کرو کیونکہ اہل دنیا بھونکنے والے کتے اور پھاڑ کھانے والے درندے ہیں۔ جو اُن میں عزت دار ہے وہ اپنے سے کم رتبہ والوں کو ستاتا ہے، جو قوی ہے وہ کمزوروں پر ظلم وجبر کرتا ہے۔ ان لوگوں نے دنیا ہی کو اپنا پروردگار قرار دیا ہے۔ دنیا ان سے کھیلتی ہے وہ دنیا سے کھیلتے اور آخرت کو بھولے ہوئے ہیں۔ اپنے نفس کو ہر دنی (نیچ) وذلیل سے بلند رکھو اگر چہ تمہیں اس دنائت (نیچ پن) سے خواہش نفس کے مطابق چیزیں حاصل ہوں۔ جو تمہارے نفس سے جاتا رہا تمہیں اس کا عوض نہ ملے گا یعنی تم نے اپنے نفس کو ذلت میں ڈال کر جو وقت رائگاں کیا ہے وہ پھر پلٹ نہیں سکتا۔ بندۂ غیر نہ بنو کیونکہ تمہارے خدا نے تمہیں آزاد پیدا کیا ہے۔ شر سے جو چیز حاصل ہو وہ ہرگز بہتر نہیں، لالچ کے اونٹوں پر سوار نہ ہو کیونکہ وہ تم کو مقام ہلاکت پر لے جائیں گے۔ حق تعالیٰ کے سوا اگر تم اپنا ولی نعمت کسی کو نہ بناؤ تو بہتر ہے کیونکہ جو تمہارے مقدر میں ہے وہ ملے گا اور جو تمہارا حصہ ہے وہ ضایع

نہ ہوگا۔ خدا کی عطا کی ہوئی تھوڑی سی نعمت مخلوق کی دی ہوئی بہت سی نعمت سے عظیم تر ہے۔ اہل خیر سے نزدیکی اختیار کرو کیونکہ اس طرز عمل سے تم بھی اہل خیر میں شامل ہو جاؤ گے اہل شر سے الگ رہو کہ تم بھی شر سے محفوظ رہو گے۔ مصیبت کے وقت اپنے برادر ایمانی کی مدد کرو جب وہ پریشان ہو تو اس سے بہ لطف ومہربانی پیش آؤ جب اس کے پاس کچھ نہ ہو تو اپنے پاس سے دو، اگر وہ تم سے دوری اختیار کرے تو اس سے نزدیک ہو، اگر وہ تم پر سختی کرتا ہو تو نرمی سے پیش آؤ۔ اگر اس نے تمہاری کوئی خطا کی ہو تو اس کا عذر قبول کرو، تم اس سے اسطرح پیش آؤ گویا کہ تم اس کے غلام ہو اور وہ تمہارا منعم وآقا ہے۔ خلاف مصرف و بے محل امور بجالانے سے تم اپنے نفس کو محفوظ رکھو۔ جو شخص جن امور کا اہل نہ ہو اس کے ساتھ ان امور کا برتاؤ نہ کرو۔ اپنے دوست کے دشمن کو دوست نہ بناؤ کیونکہ وہ تمہارے دوست سے عداوت کرے گا۔ تم ان لوگوں میں شامل نہ ہو جن کو وعظ و پند سے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا کیونکہ صاحب عقل اچھی بات کو بہ سہولت قبول کر لیتا ہے اور بہائم (برے) پر جب تک زدوکوب نہ ہو وہ کہنا نہیں مانتے۔ عاقل کو جاہل کی صحبت سے علیحدہ رہنا چاہئے۔ چلنے سے پہلے کسی رفیق سے دریافت کر لو کہ کون سا راستہ اچھا ہے اور کون پُر خطر، گھر کی سکونت اختیار کرنے سے پہلے اس کی حالت ہمسایہ سے پوچھ لو۔ کوئی کلام مضحک تمہاری زبان سے کبھی نہ نکلنے پائے اگر چہ وہ کلام اور وہ حکایت کسی غیر ہی کی کیوں نہ ہو۔ تم اہل خاندان کا اکرام کرو کیونکہ وہ تمہارے ''پر'' ہیں جن سے تم اڑتے ہو یعنی وہ تمہاری تقویت کے باعث ہیں اور ان سے تمہارا نام ہوتا ہے۔ جہاں غیرت وحیا کا موقع نہ ہو وہاں تم ہرگز نہ شرماؤ۔ (ارشادات جناب امیرالمومنینؑ ختم ہوئے)

حسن خلق

اے فرزند تاوقتیکہ کوئی دینی مضرت نہ ہو میں تم کو برادران ایمانی بلکہ تمامی خَلق سے بہ حسن خُلق پیش آنے کی وصیت کرتا ہوں۔

جناب رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ انسان کے میزان اعمال میں بروز قیامت حُسن خلق سے بہتر کوئی چیز نہ رکھی جائے گی۔

جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جس میں چار چیزیں ہوں اس کا ایمان کامل ہوگا اگرچہ اس کا بال بال گناہگار ہو:

(۱) سچ بولنا (۲) ادائے امانت (۳) حیا وشرم (۴) حسن خُلق۔

حضرت رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ صاحب خُلق حسن کو اس شخص کے ثواب کے مانند ثواب ملتا ہے جو دن کو روزہ رکھتا اور شب کو عبادت کرتا ہو۔

حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ نیکی و حسن خُلق سے گھروں کی آبادی اور عمروں میں زیادتی ہوتی ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ عطایائے حق تعالیٰ سے خلق اللہ کے لئے حسن خُلق ایک عطا ہے۔ حسن خُلق کی دو قسمیں ہیں۔ ایک سجیہ دوسری نیت (راوی کہتا ہے) میں نے عرض کیا کہ دونوں میں افضل کون ہے؟ فرمایا کہ سجیہ کیونکہ صاحب سجیہ کی خلقت ہی ایسی ہوتی ہے کہ وہ سوا اس کے اور کوئی امر نہ کر سکے اور صاحب نیت عمل کرنے سے طاعت گذار ہو جاتا ہے۔

اے فرزند تم سب سے نہایت خندہ پیشانی اور خوش روئی کے ساتھ ملاقات کیا کرو۔ حسن ابن حسین سے منقول ہے، حسن کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے اولاد عبدالمطلب تم میں اتنی وسعت نہیں ہے کہ اپنے مال و دولت کے سبب سے لوگوں کی مدارات کرو لہذا خندہ پیشانی وخوش روئی کے ساتھ ملاقات کیا کرو تا کہ وہ خود بخود تمہارے گرویدہ ہو جائیں۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک شخص خدمت حضرت رسول مقبولؐ میں حاضر ہوا اور عرض پرداز ہوا کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیے۔ فرمایا کہ تو اپنے برادر مومن سے بکمال خندہ پیشانی و بہ انتہائے سرور ملاقات کر۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ خندہ پیشانی سے ملاقات کرنا کینہ کو زائل کرتا ہے۔

(مترجم:۔ تفسیر کبیر میں آیۂ مبارکہ اَرَأَیتَ الَّذِی یَنْھیٰ

عَبْدًا اِذَا صَلّٰی کے ذیل میں منقول ہے کہ خلیفۂ ثانی کے پاس ان کے زمانۂ خلافت میں فضلائے یہود سے ایک شخص نے آکر کہا کہ مجھ سے حضرت رسولؐ خدا کے اخلاق بیان کیجئے۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ بلال سے پوچھ کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ جب وہ بلال کے پاس آیا تو بلال نے کہا تم حضرت فاطمہؑ زہرا کی خدمت میں جاؤ کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ واقف ہیں۔ جب وہ دولت سرائے جناب سیدۂ عالمیاں پر حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جناب امیرؑ کی خدمت میں جاؤ۔ جب وہ حضرت کے حضور میں باریاب ہوا اور جناب رسولؐ خدا کے اخلاق دریافت کئے تو آپ نے فرمایا کہ تو مجھ سے متاع دنیا کی تعریف کرتا کہ میں تجھ سے حضرت ختمیؐ مرتبت کے اوصاف بیان کروں۔ اس نے عرض کیا کہ میں تو متاع دنیا کی تعریف نہیں کر سکتا۔ حضرت نے فرمایا کہ تو وصف متاع دنیا سے عاجز ہے حالانکہ خدائے تعالیٰ نے اس کے قلیل ہونے پر گواہی دی ہے کہ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ (کہو اے رسولؐ کہ دنیا کی ہر چیز تھوڑی ہے) پھر تو حضرت سرورِ کائنات کے اخلاق کا وصف مجھ سے کیونکر پوچھتا ہے حالانکہ اس کے عظیم ہونے پر حق تعالیٰ نے شہادت دی ہے کہ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (بیشک تمہارے اخلاق بڑے (اعلیٰ درجہ کے) ہیں۔

صلہ رحم

اے فرزند میں تمہیں برادران ایمانی سے عموماً اور جو لوگ تمہارے باپ کی صلب اور تمہاری ماں کے بطن سے ہیں ان سے الفت و محبت کرنے کی خصوصاً وصیت کرتا ہوں۔ جن لوگوں نے تم پر احسان کیا ہے ان کے ساتھ احسان کرو، جو تمہارے ساتھ برائی کرتے ہیں ان سے درگذر کرو۔ میں تمہارے بھائیوں کو وصیت کرتا ہوں کہ تمہاری متابعت اور فرماں برداری کریں۔ تمہارے خلاف کوئی امر بجا نہ لائیں اور ان لوگوں میں نہ ہوں جو اختلاف کرتے اور تفرقہ ڈالتے ہیں۔ اگر وہ تمہاری متابعت نہ کریں گے تو ان کے امور فاسد ہو جائیں گے۔ ان کے انتظام میں خلل آجائے گا۔ انہیں اس طریقہ سے بسر کرنا لازم ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے یعنی آپس میں ایک دوسرے پر رحم کریں اور صلۂ رحم بجالائیں۔ میں حق تعالیٰ سے مدد چاہتا ہوں کہ وہ میری اولاد کو صلۂ رحم بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ میری اولاد میں جو اس وصیت کے خلاف عمل کرے گا وہ خلاف ورزی کا مظلمہ اپنے سر لے گا۔

شعیب عقرقوقی سے منقول ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادقؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم خدا سے ڈرو اور ایسے برادر نیک بنو جو خوشنودی خدا کے لئے ایک دوسرے کو دوست رکھتے ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرو اور نیکی و احسان کے ساتھ پیش آؤ۔ صلۂ رحم بجالاؤ اور تم برادران صالحین میں شمار ہونے کے قابل ہو جاؤ جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے۔

جناب امام رضاؑ نے فرمایا ہے کہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ اقرباء سے وہ صلۂ رحم بجالاتے ہیں اور ان کی عمر میں صرف تین سال باقی رہ جاتے ہیں مگر حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے صلۂ رحم بجالانے کے صلہ میں ان کی حیات میں تیس برس کا اضافہ فرما دیتا ہے اور وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

جناب امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ عزیزوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اعمال کو پاک، بلاؤں کو دفع، حساب روز قیامت کو آسان، عمر کو دراز اور مال و دولت کو زیادہ کرتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے کہ تو صلۂ رحم بجا لا اگر تجھ میں زیادہ مقدرت نہ ہو تو اپنے عزیز کو ایک گھونٹ پانی ہی پلا دے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ صلۂ رحم اور ہمسایہ سے نیکی کرنا گھروں کو آباد اور عمروں کو زیادہ کرتا ہے۔

جناب امیرؑ نے فرمایا ہے کہ صلۂ رحم بجالاؤ۔ اگر تم کچھ نہیں کر سکتے تو اپنے عزیزوں کو محض سلام ہی کرلیا کرو۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے: وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ (اور ڈرو تم خدا سے ایسا خدا جو تم سے اور تمہارے عزیزوں سے سوال

کرے گا)

ایسی ہی اور بہت سی حدیثیں ہیں مگر طول کلام کے خیال سے زیادہ نہیں بیان کرسکتا۔

بُکَاعَلیٰ الْحُسَیْنِ علیہ السلام

اے فرزند تمہیں جنابِ سید الشہداء خامسِ آلِ عبا سبطِ رسولؐ الثقلین امام الکونین سلطانُ المشرقین حضرت امام حسینؑ کی مصیبت جانگزا پر رونے پیٹنے اور گریہ وزاری کرنے کی وصیت کرتا ہوں خصوصاً اس زمانہ میں جبکہ ان کے سر قلم کئے گئے، ان کے حرم محترم قید کیئے گئے، کوچہ و بازار میں ان کی توہین کی گئی، انکے چھوٹے چھوٹے بچے ذبح کیئے گئے۔ حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص مظلوم کربلا کے مصائب پر روئے یا رونے والے کی صورت بنائے اس پر جنت واجب ہے۔

جناب امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ ہمارے خون کے ضایع ہونے، ہماری حق تلفی اور ہتک حرمت پر یا ہمارے کسی شیعہ کے لئے جس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے حق تعالیٰ اس کو اسی بہانہ سے جنت میں جگہ دے گا۔ پھر ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص ہمیں یاد کرے یا اس کے پاس ہمارا ذکر ہو اور اس کی آنکھ سے پرِ پشہ کے برابر آنسو نکلے تو حق تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا اگر چہ وہ مانند کف دریا ہوں۔

جناب امام رضاؑ فرماتے ہیں کہ جو شخص ہمارے مصائب کا ذکر کرے اور ان مصیبتوں پر گریاں ہو وہ قیامت کے دن ہمارے ساتھ ہوگا ہمارے درجہ میں۔ جو شخص ہماری مصیبتوں کے ساتھ ہمارا تذکرہ کر کے روئے اور رلائے تو اس دن اس کی آنکھ نہ روئے گی جس دن کہ تمام آنکھیں گریاں ہوں گی۔ جو شخص اس مجلس میں بیٹھے جہاں کہ ہمارا ذکر زندہ کیا جائے تو اس دن اس کا دل مردہ نہ ہوگا جس دن کہ تمام دل مردہ ہوں گے۔

جناب امام جعفر صادقؑ سے ایک حدیث طویل میں یہ منقول ہے کہ جناب سید الشہداء کو جو شخص روتا ہے آپ اس کو دیکھتے اور اس کی مغفرت اور اس کے تمام گناہوں کے آمرزش کی دعا کرتے اور اپنے والد ماجد سے سفارش فرماتے ہیں کہ حضور بھی اس کی مغفرت کے لئے دعا فرمائیں اور خود اس شخص سے مخاطب ہوکر ارشاد فرماتے ہیں کہ اے میرے رونے والے تیرے لئے حق تعالیٰ نے جو کچھ مہیا فرمایا ہے اگر تو اس سے واقف ہوجائے تو یقیناً تیرے غم سے تیری خوشی زیادہ ہوجائے گی۔ (ایسی ہی اور بہت سی حدیثیں ہیں مگر یہاں اسی قدر لکھا جاتا ہے۔)

جناب غفرانمآبؒ اپنے فرزند ارجمند سے ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ ان وصیتوں کا ایک حصہ ہے جس سے تم کو نفع پہنچے گا۔ ان وصیتوں کے ساتھ مجھے ہمیشہ بہت انہاک تھا اور ان امور کا وصیت کرنا مجھ کو لازم تھا۔ خدا تم کو اور تمامی مومنین کو ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہی توفیق دینے والا اور معین ہے۔

اے فرزند اب میں اپنے مفید مطلب وصیتیں کرتا ہوں۔ اگر یہ معلوم ہوتا کہ موت کہاں آئے گی اور کل کیا ہوگا تو بے شک میں تم سے کچھ ایسے امور کی وصیت کرتا جو اموات کے متعلق ہیں۔ اگر میں تم سے کچھ باتیں کہوں تو اس کا نتیجہ یقین کی حد تک پہنچتا ہے۔ جبکہ یہ کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا لہٰذا میں اپنے مقاصد کو مشروط بیان کرتا ہوں۔

صبر وضبط

اے فرزند! خدا تمہاری عمر دراز کرے۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تم کو میری رحلت کے وقت میرے پاس موجود رکھے۔ اگر میری خواہش کے مطابق میری تقدیر نے ساتھ دیا اور تمہاری موجودگی میں میری موت آئے اور تم سے ہو سکے تو تم اپنے آقا جناب امیر المومنینؑ کا طریقہ اختیار کرنا کیونکہ تجہیز و تکفینِ حضرت رسولؐ خدا میں وہ جناب خود مصروف ہوئے حالانکہ آنحضرتؐ سے جناب امیرؑ بہت محبت رکھتے اور بے حد مانوس تھے چنانچہ جناب امیرؑ خود فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک بجز آنحضرتؐ کے اور کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ میں اس سے انس رکھتا میں حضرت کے سوا نہ کسی پر بھروسہ کرتا اور نہ کسی سے نزدیکی چاہتا تھا۔ آنحضرتؐ نے زمانۂ طفلی میں میری تربیت فرمائی۔

جب میں بڑا ہوا تو مجھے نامور کیا۔ میرا اتمام بار اپنے ذمہ لیا، یتیمی
کی مصیبتوں میں مجھے تسلی دی اور میری تشفی فرمائی۔ مجھ کو ایسا
مستغنی فرمادیا کہ میں کسی سے کسی چیز کا طلبگار نہیں ہوا۔ میری اور
میرے عیال کی کفالت فرمائی۔ میرے حال پر آنحضرتؐ کی یہ
عنایتیں دنیا میں تھیں آخرت میں پیش خدا جو مرتبے مجھے عطا
فرمائے وہ ان کے علاوہ ہیں۔ آنحضرتؐ کی وفات سے جو
مصیبت مجھ پر طاری ہوئی اگر پہاڑوں پر ایسی مصیبت پڑتی تو
میں خیال کرتا ہوں کہ وہ اپنی جگہ سے جنبش نہ کر سکتے۔ میں اپنے
اہلبیت کو دیکھتا تھا کہ وہ اپنا گریہ ضبط نہیں کر سکتے تھے۔ میں نے
اس حد تک ضبط کیا کہ میرے صبر سے میرا اضطراب دفع ہوا۔ میں
نے اس مصیبت میں اس قدر ضبط کیا تھا کہ میری عقل حیران ہوگئی
تھی میں کسی بات کے سمجھنے اور سمجھانے سے بالکل قاصر ہو گیا تھا۔
اولاد عبدالمطلبؑ کے سوا سب لوگ مجھے صبر کی ہدایت کرتے اور
بہت لوگ ایسے بھی تھے جو گریہ وزاری میں میرے شریک ہوتے
یعنی میرے رونے پر خود بھی روتے تھے۔ آنحضرتؐ کی وفات
کے بعد میں نے سکوت وصبر سے کام لیا اور اپنے لئے وہ مشغلہ
اختیار کیا جس کے متعلق آنحضرت نے مجھے حکم دیا تھا یعنی پہلے تو
میں سامان تجہیز وتکفین وحنوط وقبر وغیرہ میں مصروف رہا اور اس
کے بعد قرآن مجید کا جمع کرنا شروع کردیا۔ میرے ان امور میں
نہ اتنی بڑی مصیبت ہارج ہوئی نہ سوزش دل اور نہ ہی آہ واشکباری
وغیرہ کچھ مانع ہوئی۔ غرضکہ میں نے اسی عالم میں خدا اور رسولؐ کے
حقوقِ واجب ادا کیۓ اور آنحضرتؐ نے جو کچھ ارشاد فرمایا تھا
اسے بجالایا اور میں صرف خداوند عالم ہی سے ان خدمتوں کے
اجر وجزا کا خواہاں تھا۔ (انتہی)

ایصال ثواب

اے فرزند اگر تم اپنی بیتابیٔ قلب، کمیٔ صبر، زیادتیٔ غم والم
اور کثرت حزن وملال سے میری تجہیز وتکفین وغیرہ نہ انجام دے
سکو تو یہ کام ایسے برادران ایمانی کے سپرد کر دینا جو احکام میت
سے اچھی طرح واقف ہوں۔ میرے دفن کے لئے کسی قطعۂ
زمین کو پروردگار عالم کے مشورہ اور استخارہ سے تجویز کرنا۔ میں
وصیت کرتا ہوں کہ تم کبھی کبھی میری قبر پر فاتحہ پڑھنا اور بعض
طاعتوں کا ثواب مجھے ہدیہ کرنا۔ میرے بعد میرے ذکر میں کمی
نہ کرنا کیونکہ اگر مجھے فراموش کردوگے تو ارباب وفا تمہیں بے وفا
سمجھیں گے۔ مجھے بہت یاد بھی نہ کرنا ورنہ صاحبان رضا تم کو عاجز
خیال کریں گے۔ تنہائی میں اور نماز کے بعد مجھے ضرور یاد کرنا۔
میرے قرضِ واجب الادا کو ادا کرنا اور میں جن امور کا مستحق ہوں
ان کے بجالانے میں ہرگز کوتاہی نہ کرنا۔ میں تمہیں نیز اپنی تمام
اولاد اور برادران ایمانی کو وصیت کرتا ہوں کہ میری قبر پر آکر
قرآن مجید اور دعائیں پڑھا کریں تاکہ میرا پروردگار اس عالم
بیکسی وتنہائی میں میری وحشت دور کرے اور مجھ پر اس حد تک رحم
فرمائے کہ میں اس کی رحمت کے سوا تمامی مخلوق کی مہربانیوں سے
بے نیاز ہو جاؤں۔ بارگاہِ جنابِ احدیت میں یہ التجا ہے کہ وہ
مجھے میرے سرداران طیبین وطاہرین کی زیارت سے مشرف اور
ان حضرات علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں باریاب
فرمائے۔ اب میں تم کو حق تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ میری جانب
سے وہی تمہارا کفیل ومعین وحافظ وناصر وحامی ومددگار رہے۔

(مترجم:- حضرت اکرم الاکرمین کا ہزار شکر واحسان
کہ اس کے فضل وکرم سے اس کے عبد ذلیل نے اس رسالۂ نافعہ
کو تمام کیا۔ وہی ایسا بخشش کرنے والا ہے کہ بندوں کے تھوڑے
عمل خیر کو قبول فرماتا اور بہت سے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ وہی
کریم ورحیم بحق محمد وآلہ الامجاد علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے اس بندۂ
گناہگار پر دونوں جہاں میں ہر آن اپنی نگاہ فضل ورحمت مبذول
رکھے تاکہ میرا انجام بخیر ہو جائے۔ میرے پاس اعمال خیر کا
ذخیرہ نہیں جس پر مجھے کچھ بھروسہ ہو۔ میں تو اس کی مرحمت کا
آسرا لگائے ہوں جس کا دامن عفو میرے تمام گناہوں کو چھپا لے
گا اور جس کا دست لطف مجھے خلعت نجات عطا فرمائے گا۔)

عبدہٗ

سید محمد جعفر قدسیؔ جائسی عفی عنہ

تاریخ اشاعت پاک — وصیت نامہ زیبائے غفران مآبؒ

۲۰۰۶ء — ۲۰۰۶ء

(پیام غفران مآبؒ) — عالم اجل حضرت سید دلدار علی

۱۴۲۷ھ — ۲۰۰۶ء

(م۔ر۔عابد)

وصیت اک نصیحت، اک ہدایت، اک پیام
وصیت اک روایت، اک تسلسل، اک نظام
وصیت اک کتابت، اک خطابت، اک سلام
وصیت ہستیٔ فانی کا اک نقشِ دوام
وصیت آرزوئے زندگی کا نام ہے
وصیت امتیازِ آدمی کا نام ہے

وصیت اک بصیرت، اک نظر، اک آگہی
وصیت حاصلِ عمرِ رواں دیدہ وری
وصیت عافیت کی اک تمنائے دلی
وصیت خواہشِ تکمیل ادھورے کام کی
وصیت وہ ارادہ جو ارادت سے چلے
وصیت وہ ادارہ جو محبت سے چلے

وصیت موت کی دستک کا تحریری جواب
وصیت دورِ مستقبل سے ہنگامی خطاب
وصیت احتسابِ نفس کی ایک آب و تاب
وصیت خودنوشتِ ذہن کا اک خاص باب
وصیت ٹوٹتے خوابوں کا بن جانا بھی ہے
وصیت چھوٹتے رشتوں کا جُڑ پانا بھی ہے

وصیت دائمی رخصت کا جذباتی پیام
وصیت پاسداری کی امانت کا دوام
وصیت دردمندی کا سجایا انتظام
وصیت اصلیت کا امتحانِ احترام
وصیت آشتی کا دلربا پیغام ہے
وصیت سرفرازی کا کھنکتا جام ہے

وصیت ہے سرورِ زندگی بعدِ ممات
وصیت ہے ثباتِ تربیت بعدِ حیات
وصیت نکتۂ تالیف و لطف و التفات
وصیت نسلوں کے مابین ربطِ پُر ثبات
وصیت آرزو بھرتی دلِ احساس سے
وصیت گفتگو کرتی لبِ قرطاس سے

وصیت پختگیٔ فکرِ انسانی کا نام
وصیت وسعتِ تہذیب عمرانی کا نام
وصیت قوتِ تبلیغِ پنہانی کا نام
وصیت طاقتِ غیبی کی سلطانی کا نام
وصیت کے بیانیہ سے قرآں کام لے
وصیت کو علامت کرکے قرآں کام لے

وصیت زور ہے پیرایۂ اظہار کا
وصیت شور ہے میخانۂ افکار کا
وصیت دور ہے پیمانۂ آثار کا
وصیت طور ہے معدوم سے کردار کا
وصیت یادگاری کی غزل خوانی بھی ہے
وصیت ورثہ داری کی سخن رانی بھی ہے

وصیت راز کی بنیاد پر تعمیر ہے
وصیت خوابِ ماضی کی رواں تعبیر ہے
وصیت باطنی رشتہ کی اک توقیر ہے
وصیت یوں پذیرائی کی اک تصویر ہے
وصیت کی پذیرائی کا ساماں کیجئے
وصیت سے زمانوں کو فروزاں کیجئے

وصیت اختیارِ نسلِ پارینہ بھی ہے
وصیت اعتبارِ نسلِ آئندہ بھی ہے
وصیت آنے والے وقت کا نقشہ بھی ہے
وصیت عصرِ حاضر کا بِکا حصہ بھی ہے
وصیت وقفِ ماضی ہے، حفاظت کیجئے
وصیت یاد کا عنواں ہے، عزت کیجئے

وصیت قدر لیتی شخصیت سے بے گماں
وصیت میں جھلکتا ذہنیت کا این و آں
وصیت کا صحافی سرخی دیتا اس کو ہاں
وصیت اہل علم و فضل کی ہوتی نشاں

وصیت ایسی دنیا کے لئے معیار ہے
وصیت یہ خرد کا طرۂ دستار ہے

یہاں دیکھیں وصیت نامۂ غفرآں مآبؒ
وہی غفراں مآبؒ اہلِ صفا، جانِ صواب
وہی فکر و نظر سے پیشوائے انقلاب
وہ پہلا مجتہد ہندوستاں کا، حق جناب

شریعت کا محافظ، مصلح ملت بھی تھا
اڑایا تھا خمار سلطنت، مولائی تھا

بنا وہ سربراہِ خاندانِ اجتہاد
فقیہِ عصر تھا، وہ رہبرِ صدق و سداد
ستونِ علم تھا رکنِ قلم، دیں کا عماد
مجاہد عزم کا تھا، آگہی کا اعتماد

اصولی دین کا رہبر، مروج بھی وہ تھا
مجدد وقت کا تھا یعنی احیائی وہ تھا

وصیت نامہ یہ اس نیک بیں کا چھپ گیا
وصیت نامہ ہے نورِ ہدایت سے جلا
اسے دیکھیں، پڑھیں قدسیؔ قلم کا ترجمہ
وہ قدسیؔ شاعر قدسی خیال، اہلِ ولا

وہ عربی، فارسی، اردو کا شاعر، نامی تھا
کوی اودھی کا تھا، بھاشاؤں کا گیانی بھی تھا

وہ فاضل، فخرِ جائس، نازشِ ہندوستاں
وہ عرشیؔ زاد، نیک و امتیازِ شاعراں
وہ مفتاحؔ ہدی، زیرک، سخنور، خوش بیاں
وصیت نامۂ غفراں مآبؒ اس سے عیاں

وصیت نامہ کو اردو کا جامہ دے گیا
سمجھنا کر گیا آسان، تحفہ دے گیا

وصیت نامہ یوں تو خاص ہے بیٹے کے نام
مگر اربابِ ایماں کے لئے ہے یاں پیام
کہ ہر مومن سے روحانی پدر ہے ہم کلام
اشاعت سے ہے اسکی وقت کی خواہش بھی رام

چھپا ہے آج وصیت نامۂ غفراں مآبؒ
۶ ۰ ۰ ۲ ء
چھپا اچھا ہوا آوازۂ غفراں مآبؒ
۷ ۲ ۴ ۱ ھ

بقیہ۔۔۔۔۔اسلام اور حقوق بشر

تلوار تھی اور ایک ہاتھ میں قرآن اور انہوں نے اسلام تلوار کے زور پر پھیلایا۔

آج سے چودہ سو سال پہلے دین اسلام نے صرف انسان ہی نہیں، بلکہ جانوروں کے حقوق کا بھی لحاظ رکھا ہے۔ ایک موقع پر رسول اسلامؐ نے جانوروں کے چھ حقوق بیان فرمائے ہیں (۱) جب اپنی منزل پر پہنچو تو اپنی غذا اور پانی کی فکر بعد میں کرو، پہلے اپنی سواری کے جانور کو سیر و سیراب کرو (۲) دوران سفر جہاں کہیں پانی نظر آئے، وہاں جانور کو لے جاؤ (۳) جانور کے چہرے پر نہ مارو (۴) سواری کے جانور پر بیٹھے بیٹھے کوئی دوسرا کام نہ کرو۔ سفر تمام ہوتے ہی اتر جاؤ۔ مثلاً ایسا نہ ہو کہ سواری پر بیٹھے ہوئے آپس میں طویل گفتگو شروع کر دو (۵) جانور پر اس کی طاقت سے زیادہ سامان نہ لادو (۶) جانور کی طاقت سے زیادہ سفر نہ کرو۔ جانوروں کے سلسلہ میں اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال اسلام نے رکھا ہے، جن کا زمانہ قدیم میں تصور بھی محال تھا۔

(بشکریہ روزنامہ 'راشٹریہ سہارا' (اردو) ۲۰ مئی ۲۰۱۱ء)

(جاری)